

7  
حک

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا

تمہیں کیا ہو گیا ہے تمہارے نزدیک اللہ کا کوئی وقار نہیں







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي

النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا

الرَّسُولَ ۚ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا

فَاضَاؤُنَا السَّبِيلَ ۚ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ

وَالْعَذَابُ لَهُمْ أَكْبَرًا ۖ (الاحزاب ۶۸)

جس روز ان کے چہرے آگ پر الٹ پلٹ کئے جائیں

اس وقت وہ کہیں گے کہ ”کاش ہم نے اللہ اور رسول کی

اطاعت کی ہوتی“ اور کہیں گے ”اے رب ہمارے ہم نے اپنے سرداروں

اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی اور انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے

راہ کر دیا۔ اے رب ان کو دبر عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔“

## حدیث دل

۴

اگر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں تو اسے ضرور پڑھیں۔

## سخن شناس نئی دلبرا... ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی

۸

ان کے لئے جو واقعی بات سمجھنا چاہتے ہیں۔  
ایک علمی تحریر۔

## اللہ اور خدا

۱۶

محمد انور سالب لفظ "خدا" کی شرعی حیثیت بتاتے ہیں۔

## قرآن کو ذریعہ معاش نہ بناؤ

نعم ہادی ابن محمد واؤد

۴۶

قرآن اور نماز کو روٹی کمانے کا ذریعہ بنانے والوں کیلئے لمحہ فکریہ!

## یہوں کفر از کعبہ بخیزد.... کجا ماند مسلمانی

ادارہ ۱۸

علامہ دیوبند اپنے بیان کردہ عقائد کے آئینے میں، ہم جو کہتے تو شکایت ہوتی۔

## سن تو سہی۔! ۲۲

عبدالقادر سومرو ایک بار پھر اپنی تحقیقی کاوش کے ساتھ حاضر ہیں۔

## آخری صفحہ

صفحہ آخر

حبل اللہ تاخیر سے کیوں شائع ہوتا ہے، طارق نسیم اپنے دکھ سنا تے ہیں



مدیر مسئول — ابو عبد اللہ



نائب مدیر — طارق نسیم



یہ پروجیکٹ بلا قیمت تقسیم کیا جا تا ہے



مقام اشاعت و دفتر رابطہ

۲۵- سی۔ گلشن رفیع

ملیر کراچی - ۲۳

تحریر کے کو متحرک رکھنے اور حبل اللہ  
کی اشاعت ممکن بنانے کے لئے ہر ماہ  
کچھ نہ کچھ مالی تعاون ضرور فرمایئے۔



## آپ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ ہے تو.....

کیا آپ کو اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت ہے۔ اگر آپ مسلمان ہیں تو یقیناً آپ کا جواب اثبات میں ہوگا۔ کوئی بد بخت مسلمان ایسا ہے جو اپنے پیارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت نہ کرتا ہو۔ اور اس نے بھی کہ مالک الملک عزوجل کا حکم بھی ہے۔

”تم رسول سے محبت کرو۔ میں تم سے محبت کروں گا“

لیکن آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اسے محبت کے تقاضے کیا ہیں۔؟ خالص خالص زبان سے دعویٰ تو کسی کام کے نہیں۔ اگر آپ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کے سچے دعویدار ہیں تو پھر آپ کے عمل زندگی سے بھی اسے محبت کا اظہار ہونا چاہئے۔

آپ کا ہر عمل اس بات کی گواہی دے کہ آپ نہ صرف اپنے رسول سے سچی محبت کرتے ہیں بلکہ ان کے حقیقی پیروکار بھی ہیں۔ چاہے وہ ازار کی ٹھنڈ سے بلندی کا معاملہ ہو یا دائرہ کی مقدار کا۔ وہ دنیاوی لین دین کے کوئی بات ہو یا کوئی خالص دینی معاملہ۔ آپ کی گفتار سے آپ کے کردار سے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کا ثبوت ملنا چاہئے۔

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) لاکھوں کر دھڑوں، صلوٰۃ و سلام ان پر جو جیم اخلاق و پیکر علوم تھے آپ کا انداز تبلیغ اپنے قوم سے جو سرتاپا کفر و شرک میں ڈوبے ہوئے تھے، اظہار نفرت و بیزاری لئے ہونے نہیں بلکہ ہمدردی و دردمندی اور محبت و شفقت کے جذبات لئے ہونے ہوتا تھا۔

حکمت تبلیغ یہ ہے کہ کسی کو خلاف سنت و مخالف قرآن علم کرتا دیکھ کر پیار و محبت، علوم و غمگساری کے جذبات کے ساتھ بات سمجھائیں، چاہے وہ اس وقت فوری طور پر قرآن و حدیث کے بات سمجھ نہ پائے اور آپ کی سمجھائی ہوئی بات ماننے پر تیار نہ ہو لیکن گفتگو کا دروازہ ضرور کھلا رہے گا۔ آج نہ سمجھ سکے ہیں۔ اگر کل سمجھ گئے کتاب اللہ و حدیث رسول کی بات ماننے پر تیار نہ ہو کوئی بات نہیں پھر آئندہ کبھی سمجھیں۔ ہمارا فرض تو اپنے نبی کے سنت کے عین مطابق صرف حق بات کا پہنچا دینا ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے اس کے مرضی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مخاطب ہو کر فرمایا، اے نبی! آپ اپنے جان کو کیوں ہلکان کرتے ہیں، آپ کا کام تو بس حق بات کا پہنچا دینا ہے ہدایت دینا یا نہ دینا ہمارا کام ہے۔

ایک صحابیؓ نے ام المومنین عائشہؓ سے دریافت کیا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اخلاق کیسا تھا۔ ام المومنین نے فرمایا ”قرآن پڑھ لو، بس ویسا ہے“۔ یعنی نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیات طیبہ خلق قرآن کا چلتا پھرتا پاکیزہ نمونہ تھی۔ اور ظاہر ہے کہ ہمارے اور آپ کے نمونے غمزدار اسوہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بھی تو ہے۔

(ابو عبد اللہ)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

السلام علیکم!۔ آپ نے ترجمہ خالق ہیں نسیم الصدور کے حوالے سے احمد بن حنبلؒ کی کتاب الصلوٰۃ

اس باب میں بعض حضرات نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اگر بعض عورتیں عرض کی کہ ہمیں  
 یہ حق نہیں ادا کر دینے کے باعث ہمیں حقیقت کمال کرنا ہے اور اہل سنت کا منکر و مکمل ماننے

وَأَمَّا فِي تَبْيِينِ الْعُرُودِ صَفْ 153

آپ نے توحید خالص پر کیا ہے  
اعلان کیا کہ ہم علائکہ اہل التوحید

۱۰۔ ہنسے ناب خالہ میخ اکبیر میں نہر ماتے میں کہ زید بن خارم (صحابی) کہ ہیں جہول کہنے مرنے کے بعد سلام کیا

الكتاب الكبير ٢٨٢ ٢٨٢-١٢  
قال محمد بن عبد الله حدثنا دتوب قال حدثنا حاتم بن اسماعيل عن ابن

جو شخص مرد کے کلام کا نقل ہے وہ مردان  
کیسے ہو سکتا ہے ؟

ہم ہمیشہ جیتنا چاہتا ہوں خدا اس پر نصیب کج ہو گا کہ اس پر نصیب کرے گا کہ وہ ایسے شخص کیلئے اس نے ہمارا سخت

مذکور بالا حدیث اور آیت کی روشنی میں حضرت صاحبزادہ - حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی جہتوں میں اختلاف کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟



کہ اللہ اپنے مبارک فرمایا کرتے تھے کہ اسناد حدیث میں کما حقہ ہے۔ اگر اسناد حدیث میں کما حقہ ہے تو جو شخص جو چاہے اپنی مرضی سے کہنے لگ جائے ہمیں چاہتی ہو اللہ ان کو نہ مانگا۔ جو شخص کہے کہ اسناد حدیث میں کما حقہ ہے تو اسے بدعتیہ ہی سمجھنا ہوگا۔ مگر ہم یہ بات ہی واضح کرتے ہیں کہ احادیث کو ہر کھٹے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اسکا سند کے راویوں کا جائز ہونا کہ جائزہ ہم اس طریقے کو گراہی سمجھتے ہیں جس میں قرآن کی کسی آیت کے خلاف نہ ہو۔ صحت کے جائز ہیں اور ہر صحیح سند سے آنے والی روایت کو یہ کہہ کر رد کر دیا جائے کہ یہ قرآن مجید کے خلاف ہے۔ یا کسی حدیث کو ہر کھٹے کا بہانہ بنایا جائے کہ وہ قرآن مجید کے خلاف تو نہیں۔ یہ اہول بدلنے کے بعد قرآن مجید کی بے شمار آیات سے الجھن پیدا ہر ماہیوں صرف ایک مثال ہی سمجھنے کیلئے کافی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

قل لا اجد فی ما آوحی الی من غیر ما علی لما عدیٰ علیہ  
الا ان یقولنا میتة اور ما مسخوھا و الحکم خیر من  
فانہ رجس انستہ اهل لغیر اللہ ہے۔  
کہہ جو احکام محمد پر نازل ہوئے ہیں میں ان میں  
کھٹے کی کوئی چیز حرام نہیں پاتا سوائے ہر وار  
بتناؤں یا مکر کا توشت ہونا پاک ہے۔  
اللہ کوئی شے کا چیز میں ہر اللہ کے سوا کسی کا نام  
دیا گیا ہو۔  
جب ان چار چیزوں کے علاوہ کوئی اور چیز حرام نہیں۔  
تو اللہ سے لے کر کھٹے کو حلال کرنا کبھی ناموزن ہے۔

عزیز ساتھیوں جب احادیث کو ہر کھٹے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اسکا اسناد ہر کھٹے جائز کتب الرجال میں  
امام حاکم شافعی ابن حبان نسائی بیہقی بن مہین علی بن مدینی احمد بن حنبل رحمہم کے ایمان  
کا توہین رہے ہیں۔ بلکہ شخص کو مشرک ثابت کرنے کا صاف یہ مطلب ہے کہ ہمیں ان کتب کو  
دبا کر دیکر نا پڑیں گی۔ جب ایک مشرک نقاد محدثین سے اپنی بدعتیہ گاہ چھانے میں کامیاب ہو گئے  
اور امام احمد بن حنبل مشہور ہو گئے۔ میں کھٹے ممکن ہے۔ جنہیں ہم محدثین کی صف میں شمار کرتے ہیں وہ  
مشرک ہوں۔ جیسا کہ تاریخ ابن کثیر کے حوالے سے امام بخاری کا مشرک جو مسلم ہوا ہے۔ آرا لیسایا ہے  
تو ہر فرمان رسولی نکتہ پیچھے کا زریعہ کیا ہوگا؟

کیا احمد بن حنبل کو مشرک مان لینے کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث کا عظیم مجموعہ ضائع  
نہیں ہو جائے گا۔ اور منکرین حدیث کے بڑے کلمات درست ثابت نہ ہوگی  
کہ حدیث حجت نہیں۔ اگر حجت ہوتی تو ضرور محفوظ ہوتی حدیث کا موجودہ  
زخیرہ عجیب سا دانش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فتنہ سے بچائے  
امالیان۔ مسجد توحید محلہ توحید آبار بلاک چھٹا شہر

# سخن شناس نئی دلبر

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی

کہ مردے کے دفن کے بعد اس کی روح ایسی دنیاوی قبر میں اس کے مردہ جسم میں واپس لوٹا دی جاتی ہے وہ زندہ ہو کر دیکھنے سمیٹنے لگتا ہے یہ بالکل صحیح عقیدہ ہے کیونکہ اس عقیدے کے حق میں حدیثیں موجود ہیں اور حدیث قرآن کے حکم کو منسوخ کر سکتی ہے اس بات کے ثبوت میں کہ حدیث قرآن کو منسوخ کر سکتی ہے ارشاد فرمایا کہ دیکھو سورۃ النسا میں اللہ تعالیٰ نے ساری ان خواہیں کا ذکر کیا جو ایک انسان پر نکاح کے لئے حرام ہیں اس کے بعد فرمایا کہ

وَأَجَلْ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ

النسا آیت ۲۳

ترجمہ اور ان کے علاوہ ساری عورتیں نکاح کے لئے حلال ہیں۔ لیکن نبی کی حدیث نے قرآن کا یہ فیصلہ منسوخ کر دیا اور کہا کہ اگر کسی کے نکاح میں بھو بھی ہے تو وہ اس بھو بھی کے ساتھ اس کی بھتیجی کو اپنے نکاح میں جمع نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس طرح ثابت کرنے کا کوشش کی کہ دیکھو قرآن کے حکم کو حدیث نے منسوخ کر دیا حالانکہ یہاں بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نے قرآن کے حکم کی تفسیر کرنے کے بجائے قرآن کے حکم کی تشریح اور تبیین کر دی ہے اور بتلوا دیا ہے کہ ان حرام رشتوں کے علاوہ ساری عورتیں اسے نکاح ہو سکتا ہے سب حلال ہیں۔ بھو بھی اور بھتیجی بھی انکے حلال ہیں مگر انکو ایک ساتھ جمع نہیں کیا جاسکتا یہ قرآن کے حکم الہی کی تفسیر ہے تفسیر نہیں ہے۔

(۳) کراچی میں اس ملاقات کے بعد نور علی شاہک ضلع ملتان کے اجتماع میں ڈاکٹر شفیع الرحمن صاحب تشریف لائے اور وہاں ایک میٹنگ میں احمد بن حنبل کے مسئلے میں گفتگو شروع کی مگر گمراہی کے عالم مدعو یہ صاحب جو اس وقت موجود تھے کہنے لگے مجھے ڈاکٹر شفیع الرحمن سے نمٹنے دیکھئے۔ میں نے ان کی بات مان لی اور وہاں سے مسجد چلا آیا۔

ایک تحریر جس کا عنوان ہے ڈاکٹر عثمانی اور ان کے ساتھیوں کے نام کھلا خط ”کچھ گمراہ حضرات کی طرف سے جو ”اہل بیت“ مسجد توحید ہلاک نہ رہ جائے شہر کے ذریعہ اپنی شناخت کروا رہے ہیں جو تک پہنچی ہے اور اصرار ہے کہ اس کا جواب دیکر حقیقت واضح کر دی جائے۔ ایسی تحریریں جن کے لکھنے والے اپنا نام نہ لکھتے ہیں اس لئے حق نہیں ہوتیں کہ ان کا جواب دیا جائے لیکن جھگڑے آنے والے ساتھیوں نے بتایا ہے کہ دراصل یہ ڈاکٹر شفیع الرحمن صاحب کی تحریر ہے جو توحید ہلاک میں مقیم ہیں۔ بعد میں جب میری تحقیق ہو گئی ہے عزیز مدعی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ساتھ ان کے اختراعات کا ایک منظر بھی سامنے آجائے اور پوری بات سمجھنے میں آسانی ہو۔

(۱) ۷ سال پہلے ڈاکٹر شفیع الرحمن صاحب نے جو اس وقت بہادرپور میں مقیم تھے اپنے استاد پروفیسر عبداللہ صاحب کے دلائل کے ساتھ ایک تحریر بھی نور ثابت کرنے کی کوشش کی کہ تعویذ گنہگار شرک نہیں ہے بلکہ بعض تعویذ جائز ہیں اور اس کے دلائل یہ ہیں اور تمہارے لکھے ہوئے پمفلٹ ”تعویذ گنہگار شرک ہے“ میں یہ یہ خامیاں ہیں۔ ان کی اٹھائی ہوئی باتوں کا جواب دیا گیا آخر کار جب الحمد للہ حضرت کی طرف سے جن میں شاہ محمد ربانی اور پروفیسر صاحب بھی شامل تھے ایک کتاب شائع ہوئی جس کا نام ”تعویذات شرعیہ کی حقیقت کو“ اس میں دلائل سے ثابت کیا گیا کہ تعویذات کی یہ مشرک کاہنہ لعنت جس کو بڑے بڑے قدامت اور اہم حدیث علماء اور ان کے پیشواؤں اللہ و پڑوسیوں نے برابر جائز کرتے چلے آ رہے ہیں خالص شرک ہے، چاہے یہ تعویذ قرآنی ہو یا غیر قرآنی، اس کے بعد اس سلسلے میں ڈاکٹر شفیع الرحمن صاحب کے ساتھ کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔

(۲) ڈاکٹر شفیع الرحمن صاحب کراچی تشریف لائے اور ملاقات کے وقت یہ موقف اختیار کیا کہ امام احمد بن حنبل نے جو یہ عقیدہ بتایا ہے



اس واقعہ کے ایک دو دن بعد عبدالکیم فیصل ملتان کے اجتماع میں ڈاکٹر صاحب ایک دو سکر ساتھی کے ساتھ تشریف لائے۔ میرا خیال تھا کہ وہ یہاں مجھ سے ضرور بات کریں گے تقریر کے دوران میں نے قرآن و حدیث کا عقیدہ اور احمد بن حنبل کے اس سے اختلاف کا ذکر کیا لیکن ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھی نے کوئی بات نہ کی۔

ڈاکٹر صاحب کی خاموشی کے بعد اب ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب کا یہ خط آیا ہے جو آپ کے سامنے ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے اس خط میں صاف اور جرأت مندانہ رویہ اختیار کر کے یہ نہیں کہا کہ امام احمد بن حنبل کا یہ عقیدہ کہ اسی دنیاوی قبر میں دفن کئے جانے والے مرنے کے جسم سے نکالی جانے والی روح پھر واپس لوٹا دی جاتی ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے دیکھنے اور سننے لگتا ہے اور اس کے گھر والوں کے اعمال اس پر پیش کئے جاتے ہیں بالکل صحیح ہے یہی عقیدہ میرا بھی ہے اور میرے سارے ہم مسلک ائمہ حدیث حضرات کا بھی اور اسی کو ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن کثیر، ابن حجر نے اپنا عقیدہ بنوایا ہے اور اس کے لئے قرآن و حدیث کے دلائل یہ ہیں ایسا اگر کرتے تو یہ عین حکم الہی کے مطابق ہوتا۔

فَإِنْ تَنَادَرْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ

اَللّٰهُ وَالرَّسُوْلُ (النسار آیت ۵۹)  
سو چلے اگر کسی مسئلے میں تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے تو (فیصلے) کے لئے قرآن اور رسول (سنت) کی طرف اس مسئلہ کو لوٹا دو۔

لیکن امام احمد بن حنبل اور انہم ہم مسلک حضرات کے عقیدے کے ثبوت میں قرآن اور حدیث کے دلائل نہ پا کر ڈاکٹر صاحب نے جو عجیب و غریب رویہ اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل کے جس عقیدے کو تم کفر بتاتے ہو وہی عقیدہ تو امام ابو حنیفہ کا بھی ہے جیسے الفقہ الاکبر کی اس عبارت سے واضح ہے پھر تم امام ابو حنیفہ پر کفر کا فتویٰ لگانے کے بجائے کہتے ہو کہ تم ان کے ہم عقیدہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا کے سارے تحقیقین کا متفقہ

فیصلہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی کتاب دنیا میں موجود نہیں ہے ان کے متعلق جتنی صحیح باتیں ہیں وہ ان کے شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ کی کتب میں موجود ہیں اور الفقہ الاکبر کے نام سے

جو کتاب ان سے منسوب کی جاتی ہے وہ ابو یوسف یحییٰ کی لکھی ہوئی ہے اس سلسلے میں اہل حدیث عالموں کی عبارتیں پیش خدمت ہیں۔

نوٹ نمبر ۱ و ۲۔ تاریخ التعلیل، مرتبہ حکیم محمد شرف مدعو یہ دونوں حوالے براہ کرم مضمون کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں

نوٹ نمبر ۳۔ توحید خالص مصنف پر حنفیہ اصحاب (المحدث) ایک کتابت ہو گیا کہ "الفقہ الاکبر" امام ابو حنیفہ کی تصنیف نہیں

ہے اور ان کا عقیدہ وہی ہے جس کا میں نے اپنی کتابوں میں حوالہ دیا ہے اب یہی حالت میں قرآن کے اس فیصلے کو بالکل مانتے ہوئے کہ

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدہ آیت ۴۴)

جو اللہ کے نازل کئے ہوئے قرآن کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ سب کافر ہیں)

کیسے ایک مومن توحید پر کفر کا فتویٰ لگا کر کفر کو اپنی طرف واپس لوٹاؤں۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی نے دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگایا اور جس پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے وہ کافر نہیں

تو کفر اس شخص کی طرف پڑے گا جس نے یہ فتویٰ لگایا تھا۔ امام ابو حنیفہ کے بعد ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب نے امام بخاری کی التلبیخ البکیر

کی ایک عبارت پیش کر کے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا اور مجھ سے کہا کہ میں بھی ان کے اس فتوے کی تائید کروں حالانکہ یہ ان کی سادگی ہے مجھ میں

کا قلعہ رہا ہے کہ وہ جوابات اپنے استادوں سے سنتے تھے اس کو اسی طرح بیان کر دیتے تھے اس لئے جب تک وہ غلط روایت پر

اپنا عقیدہ نہ بنائیں اور صرف روایت بیان کر دیں تو ان پر فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا اسی لئے امام احمد بن حنبل کے شاگردوں "ابوداؤد"

نسائی وغیرہ پر فتویٰ نہیں لگایا گیا حالانکہ ان کی کتابوں میں بھی حیات الاموات، سماع الموتیٰ اور عرض الاعمال کی روایتیں

موجود ہیں امام احمد بن حنبل نے ان موضوع روایتوں کو صحیح مان کر قرآن اور صحیح احادیث کے خلاف اپنا عقیدہ بنایا اس لئے ان پر اللہ کے

حکم سے فتویٰ لگایا گیا۔ اگر وہ صرف روایتیں لے آتے اور ان کو عقیدہ کی بنیاد نہ بناتے تو ان پر بھی فتویٰ نہ لگتا۔ مزید برآں بخاری نے

تو اپنے اسناد اسنحی راہویہ کی اس بات پر کہ محدثین اپنے استادوں سے جو کچھ سنتے ہیں اس کو اسی طرح بیان کر دیتے ہیں اور اس طرح



ان کی کتابوں میں صحیح بخاری و صحیح  
ہر قسم کی روایتیں پائی جاتی ہیں اور عوام الناس کے لئے سخت مشکل  
پیش آتی ہے کہ کس روایت پر عمل کریں اور کس پر نہ کریں کیا اچھا  
ہو نہ کہ کوئی شخص حدیث کی ایسی کتاب مرتب کرنا جس میں صرف  
صحیح احادیث درج ہوں امام بخاری کہتے ہیں کہ اس بات پر میں نے  
غلے کیا کہ میں ایسی کتاب مرتب کروں گا جس میں صرف صحیح احادیث  
درج ہوں گی اللہ نے ان کو توفیق عطا فرمائی اور انہوں نے ۲۷ سال  
شدید محنت کے بعد جامع صحیح البخاری مرتب کی اور اس  
جامع صحیح میں اپنی پہلی کتابوں کی جو صحیح احادیث تھیں صرف  
ان کو درج کیا باقی کو چھوڑ کر ثابت کر دیا کہ وہ روایتیں ان کے  
صحیح کے معیار پر پوری نہیں اتریں اس طرح انہوں نے رجوع بھی کیا  
اصلاح بھی کر لی اور تعین بھی کر دی اس لئے صحیح بخاری کے بعد  
امام بخاری پر ان کی پہلے کی تحریروں پر کوئی مواخذہ نہیں کیا جاسکتا  
امام ابو حنیفہ اور امام بخاری کے بعد ڈاکٹر صاحب نے قدم اور آگے  
بڑھایا اور عاشرہ اعلیٰ اور امیر معاویہ پر بھی اپنی سمجھ کے لحاظ  
سے فتویٰ لگا دیا۔ اور اپنے فتوے کے حق میں یہ دلیل پیش  
فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مومن کا مومن  
کو گالی دینا فسق ہے اور مومن سے قتال کرنا کفر ہے (سبب اسلام  
فسق و قتال کفر) تو ان حضرات نے آپس میں قتال کیا ہے اس  
لئے حدیث نبوی کے لحاظ سے یہ کافر ہو گئے۔ تم بھی میری تائید  
کرو اور ان پر کفر کا فتویٰ لگاؤ جیسے تم نے احمد بن حنبل پر فتویٰ  
لگایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس بھولپن پر صرف یہ کہہنے کو ہی چاہتا  
ہے کہ

سخن شناس نئی دلیل خطا اینجاست دیارے تم پوری  
بات نہیں سمجھ پاتے۔ اصل خرابی یہ ہے (بخاری نے اسی  
حدیث نبوی کو اصل بنا کر کہا ہے کہ دیکھو حدیث میں آتا ہے کہ مسلم  
کا مسلم سے قتال کفر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
وَقُولِ لِلّٰہِ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ  
وِیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ

اللہ مشرک کو معاف نہ کرے گا اس کے علاوہ  
جس کو معاف کرنا چاہے گا معاف کر دے گا۔

وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ  
الْمُؤْمِنِیْنَ اُتَتْهُمَا فَصَالِحًا  
بَیْنَهُمَا فَمَا جَہَدَ اللّٰہُ وَرُسُلُہٗ

اور اگر مومنوں کے درمیان آپس میں قتال کریں تو ان کے  
درمیان صلح کرادو اور ان قتال کرنے والوں کو مومن کا نام دیا  
کافر نہیں ٹھہرایا۔

وَقُولِ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ  
بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاِنَّ  
طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اُتَتْهُمَا فَصَالِحًا  
بَیْنَهُمَا فَمَا جَہَدَ اللّٰہُ وَرُسُلُہٗ

فوتر ۹ بخاری (عربی)

معلوم ہوا کہ حدیث کا یہ ٹکڑا۔ وقت لا کفر۔ سے مراد  
اصل کفر نہیں بلکہ سخت ترین وعید اور ڈراوا ہے۔ اصل کفر و شرک  
عقیدہ کی خرابی سے ہوتا ہے پھر ام المؤمنینؓ اور صحابہ کرامؓ پر اپنے  
فتوے کی تائید موصوف نے یوں فرمائی ہے کہ قرآن کی اس آیت کی  
روشنی میں یہ حضرات ہمیشہ کے لئے دوزخی اور اللہ کے غضب اور  
لعنت کے مستحق ٹھہرتے ہیں اور وہ آیت یہ ہے

وَمَنْ یُّشْرَکْ بِمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہٗ  
جَہَنَّمَ حُمُلًا فِیْہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ  
عَلَیْہِا وَلَعَنَہٗا وَآوَدَہَا غِلَاظُ الْعِظَمِ

(سورۃ النہار آیت ۹۲)

ترجمہ: اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس  
کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب  
اور اس کی لعنت اور اللہ نے اس کے لئے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے  
یہ آیت بھی گزری ہوئی حدیث کی طرح پیش فرما کر ڈاکٹر صاحب  
مجھ سے اپنے فتوے کی تائید دیا ہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان  
جنگوں کے قاتل اور مقتول کے بارے میں کیا کہتے ہو تو میری گزارش یہ ہے  
کہ اپنے اس آیت میں صحت محمدؐ کے لفظ پر غور نہیں فرمادور نہ  
کبھی ایسی بات نہ کہتے۔ صحابہ اور صحابیات کے مناجرات متعدد نہیں  
بلکہ سبائی سازش کا نتیجہ تھے ڈاکٹر صاحب نے اس کے بعد بخاری اور  
مسلم کی حدیث کا حوالہ دیا کہ دیکھو عبد اللہ بن مسعودؓ اور ابو موسیٰ اشعریؓ



میں مکالمہ ہوتا ہے اور عبداللہ بن مسعود رسول اللہ کا فرمان اور قرآن مجید کی آیت سنتے کے باوجود اپنا موقف تبدیل کرنے پر تیار نہیں ہوتے اور پانی نہ ملنے کی حالت میں جنی کو تیمم کر کے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے چاہے اس حال میں ایک مہینہ ہی کیوں نہ گزر جائے اب تم ان پر اللہ اور اس کے رسول کے انکار کی وجہ سے کفر کا فتویٰ کیوں نہیں لگاتے جب تمہارا کہنا یہ ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے اس طرح ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب نے اپنی سمجھ کے مطابق عبداللہ بن مسعود پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ اس معاملے میں بھی ڈاکٹر شفیق صاحب نے بڑی عجلت فرمائی اور نہ سمجھ سکے کہ یہ سارا معاملہ قرآن کی حسب ذیل آیت کے اس ٹکڑے

وَأَن كُنتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ  
أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُم مِّنَ الْغَايِبِ  
أَوْ لَمْ تُنَالُوا الْمَاءَ فَمَثَلُوا شِعْمَ الْمَاءِ  
فَلْيَمْسُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا  
بِأُصْبُعِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ  
عَفُوًّا غَفُورًا (النساء آیت ۴۳)

ترجمہ:- اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم بیمار ہو یا تم میں کوئی رفق حاجت کر کے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے لمس کیا ہو اور پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو اور اس سے اپنے جہروں اور ہاتھوں پر مسح کرلو۔ بے شک اللہ نرمی کے کام لینے والا اور بخشتا ہے۔

اور ذیل آیت کے اس ٹکڑے "وَلَمَسْتُمُ النِّسَاءَ" سے عبداللہ بن مسعود اور عمر بن خطابؓ لمس یعنی ہاتھ لگانا مراد لیتے تھے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہی امام شافعی کا کہنا ہے وہ اس ٹکڑے سے جماع مراد نہیں لیتے تھے اس لئے پانی نہ ملنے کی صورت میں وہ وضو کی بجائے تیمم کو جائز سمجھتے تھے لیکن جنابت کے معاملہ میں وہ تیمم کے قائل نہیں تھے اور ان دونوں علم کی نئی شہادت دی ہے بخاری اس لئے ان کی بات کا فائدہ ہے رہا مسلم کی حدیث کا معاملہ تو ڈاکٹر صاحب نے جس حدیث کا نوٹ دیا ہے اس کے آخر کے

ٹکڑے سے خود ان کے الزام کی تردید ہوتی ہے کیونکہ اس میں عبداللہ بن مسعود نے ابو موسیٰ الاشعری کو جواب دیا کہ کیا عمرؓ نے عمر بن یاسرؓ کی اس بات پر بے اطمینانی اور بے یقینی کا اظہار نہیں کیا تھا دوسری بات ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب نے یہ کہ اپنی پیش کردہ اس حدیث کے بعد دوسری حدیث جو عمرؓ کے اس طرح کے واقعہ کا ذکر کرتی تھی اس کو چھوڑ دیا ورنہ اس حدیث سے بھی وہ فتویٰ لگا سکتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود ہی نہیں عمر بن خطابؓ بھی ان کے فتویٰ کی زد میں آتے ہیں عمر بن خطابؓ والی حدیث یہ ہے۔

(۷۲۴) وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ تَأْيِيحِي يَعْزِي ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ نَجْلًا ابْنِ عُمَرَ قَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ فُلَمَّ أَحَدَ مَاءٍ فَقَالَ لَا تَصِلْ فَقَالَ عُمَرُ أَمَّا تَذْكُرِيَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا أَنَا قَانْتُ فِي سُرِّيَةِ فَاجْتَنِبْنَا فُلَمَّ أَحَدَ مَاءٍ فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمَّ تَصِلْ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَسَّكَتُ فِي الْقِيَابِ وَصَلَّيْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْرُبَ بِمِثْلِ يَدَيْكَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَتَفَخَّرَ ثُمَّ تَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَيْكَ فَقَالَ عُمَرُ اتَّقِ اللَّهَ يَا

عُمَرُ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ لَمْ أَحْدِثْ بِهِ قَالَ الْحَكَمُ وَحَدَّثَنِيهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنُ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ عُمَرَ ابْنِ أَبِي مَرْثَدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ ذَرِيٍّ فِي هَذِهِ السَّنَةِ الَّذِي ذَكَرَ الْحَكَمُ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ تَوَلَّيْتُ مَا تَوَلَّيْتُ -

عبداللہ بن ہاشم عہدی۔ یحییٰ بن سعید القطان۔ شعبہ حکم زور سعید بن عبدالرحمن بن ابی انی۔ عبدالرحمن بن ابی انی سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے جنابت ہوئی ہے اور پانی نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا نماز نہ پڑھنا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے امیر المؤمنین آپ کو یاد نہیں جب میں اور آپ لشکر کے ایک ٹکڑے میں تھے اور پھر تیمم کو جنابت ہوئی اور پانی نہ ملا آپ نے تو نماز نہ پڑھی لیکن میں بھی لوٹا اور نماز پڑھی۔



اگر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھے کافی  
تھا اس لیے دونوں ہاتھ زمین پر مارنا پھر ان کو چھڑا دنا اور  
پھر دونوں انھوں پر مس حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا عار خدا سے

ذکر۔ عمار نے کہا اگر آپ فرمائی تو میں یہ حدیث بیان نہیں  
کروں گا، حکم بیان کرتے ہیں، اگر ابن عبد الرحمن باڑی نے اپنے والد  
سے حدیث والی روایت کی طرح نقل کی ہے، اور بیان کیا کہ محمد  
سے مسلم نے حدیث کے واسطے اسی اسناد میں روایت کی ہے  
بیان کیا ہے عمر فاروق کا وہ قول نقل کیا ہے کہ ہم تمھاری روایت  
کا بوجھ تم پر ہی ڈالے دیتے ہیں،

روایت حدیث مسلم مترجم ص ۲۵۲ مداول کتاب الطہارۃ  
یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ جب عمار بن یاسر نے عمر سے  
یہ کہا کہ میں اور آپ دونوں نے جینی ہو گئے تھے۔ آپ نے عمار  
نہیں پڑھی لیکن میں نے مٹی میں لوٹ کر تمھارے کرنا اور نماز پڑھ لی  
اور جب انبی کے سامنے یہ واقعہ آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ مٹی میں  
لوٹ لگنا صحیح نہیں تھا۔ تمھارے لئے یہی کافی تھا کہ زمین پر  
دونوں ہاتھ مارتے پھر ان پر پھونک مار کر اپنے چہرے اور  
ہتھیلیوں پر پھیر لیتے۔ اس بات کو سن کر عمر نے سختی کے ساتھ  
عمار کے بیان کو سمجھوں پر حملہ کیا اور کہا (انتق اللہ یا عمار  
اراسے عمار اللہ سے ڈرو اور فہم لیلہ ماکولیت

دہم تمھاری روایت کا بوجھ تم پر ڈالتے ہیں) اور عمار بن یاسر  
نے بھی اپنی یادداشت پر اصرار نہیں کیا اور کہا کہ اگر آپ شرمناک  
تو میں یہ بات بیان نہ کروں گا۔ اس سارے مضمون میں خلفاء راشدین  
ام المومنین اور صحابہ پر مذکور شیعہ صاحب کے فتوے فحلت اور  
مسلومات کی کمی کی نشاندہی کرتے ہیں۔ کفر کا فتویٰ کوئی کھیل تو  
نہیں ہے کہ جس کا دل چاہے دل بھلا کر پھرے۔ میں نے جس پر  
فتویٰ لکھا ہے پورے نبوت کے ساتھ لکھا ہے اس لئے میسر  
فیصلہ کو رد کرنے کے لئے دلیل لانے کے بجائے مجھے ڈرایا جا رہا ہے  
کہ اگر قرآن کی اس آیت :-

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الکافرون  
(المائدہ ص ۴۴)

ترجمہ تلا و جو اللہ کے نازل کردہ فرمان کے مطابق فیصلہ نہ کریں۔  
وہ سب کے سب کافر ہیں۔) کو اصول بنا کر اس کے حکم کو ہر ایک  
پر چسپاں کر دے گئے۔ تو خلفائے راشدین، صحابہ اور ام المومنین  
بھی نہ بچ سکیں گی۔ (معاذ اللہ) اس لئے اس حکم کو مطلق  
رکھنے کے بجائے عقیدہ کروا اور فضائل کو بڑھانے پر لگاؤ پھر ہماری پسندیدہ  
شخصیات نہیں ہیں۔ رہے امام احمد بن حنبل، ابن تیمیہ ابن قیم  
ابن کثیر، ابن حجر وغیرہ۔ تو یہ تو ہماری آنکھوں کے مارے ہمارے  
سر کے تاج ہیں ان کی شان میں گستاخی ہم کبھی بھی برداشت  
نہ کر سکیں گے ہر حال میں ان کو ہم ہر قسم کا تحفظ دیں گے اور ان کے  
خلاف کسی بات کو نہ مانیں گے چاہے وہ قرآن اور حدیث ہی  
کی بات کیوں نہ ہو۔ تحفظ اور دفاع کے اس منصوبے کے ماتحت  
ڈاکٹر صاحب نے محمد بن اسماعیل بن ندیم کی الفہرست کا نوٹ دے کر یہ ثابت  
کرنے کی کوشش کی ہے کہ کتاب الصلوۃ امام احمد بن حنبل  
ہی کی کتاب نہیں ہے بالفرض یہ بات مان بھی لائی جائے تو  
کیا فرق واقع ہوتا ہے۔

کسی نے نہیں کہا کہ کتاب الصلوۃ کے متن کے اندر  
امام احمد بن حنبل کا نام ہمارا عقیدہ موجود ہے جو کچھ لکھا ہے  
وہ یہ ہے کہ کتاب الصلوۃ پر حاشیہ لکھ کر شائع کرنے والے  
مصری المحدث عالم محمد حامد النقی نے کتاب الصلوۃ کے مقدمہ میں  
کتاب کی عبارت سے پہلے طبقات جنابہ کے حوالے سے امام احمد بن حنبل  
کا عقیدہ بیان کر دیا ہے اور بتلوا دیا ہے کہ امام کے اس عقیدے کو  
اپنانے کے بعد اگر کوئی شخص ان کے بتائے ہوئے طریقے پر  
نماز پڑھے گا تو وہ راہ راست کو پالے گا۔

اب اگر کتاب الصلوۃ امام احمد بن حنبل کی نہیں بھی ہے تب  
بھی کیا فرق۔۔۔ پڑتا ہے طبقات جنابہ اور دنیا کی ساری کتابیں ان  
کے عقیدہ پر گواہ ہیں یہ بات بھی اب غارت سی بن چکی ہے کہ جس بات  
کی تاویل ممکن ہو سکے اس کا سرے سے انکار ہی کر دیا جاتے ہیں جب  
جملہ ائمہ شیعہ ہند میں مسند احمد کی روایتیں لاکر ثابت کیا گیا ہے کہ  
امام احمد بن حنبل اور ان کے بیٹے عبد اللہ نے شیعہ کا پرچار کیا ہے  
اس وقت سے بھی سننے میں آ رہا ہے کہ مسند احمد امام احمد کی کتاب ہے  
ہے حالانکہ وہ ایک عامہ تفسیر لکھنے والوں نے ہر جگہ اپنی تحریروں میں



امام احمد کا نام لیکر منہ احمد کے حوالے دیتے ہیں اس سارے ہیر  
 پھیر سے قطع نظر اصل سوال یہ ہے کہ اعادہ روح حیات و سماع  
 و فی القبر اور عرض اعمال کا عقیدہ جو ڈاکٹر شفیق صاحب بھی عقیدہ  
 نہیں بلکہ سارے اہل حدیث اور ان کے پیشوا ابن تیمیہ ابن قیم  
 ابن حجر ابن کثیر اور آج کل کے سارے اہل علم کہلاتے جلتے و گتے  
 لوگوں کا عقیدہ بھی یہی ہے اور جس کی ایک ایک بات قرآن اور  
 حدیث کے خلاف ہے آخر کہاں سے آیا ہے اور اس کو صحیح مان کر  
 اپنا عقیدہ بنانے کے لئے آپ کے پاس کیا دلائل ہیں اس بات کا  
 صاف جواب دینے کے بجائے ادھر ادھر کی باتوں میں الجھایا جا رہا  
 ہے لیکن کتب تک اپنے خط کے آخر میں ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب  
 نے حق و ناحق کا پیمانہ سنا اور کتب اسماء الرجال کو بنایا ہے حالانکہ  
 اصل پیمانہ اور کوئی قرآن و حدیث کا پیمانہ اور کوئی ہے اگر سند  
 کا مضمون قرآن و حدیث کی کوئی پر پورا اترے تو سراسر انھوں پر  
 لیکن کتب اسماء الرجال کا ثقہ راوی اگر کوئی ایسا واقعہ بیان کرے  
 جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو اسے رد کر کے جھوٹ قرار دے  
 دیا جائے گا جیسا کہ ڈاکٹر شفیق صاحب نے خود فیصلہ فرما دیا ہے  
 کہ آدم اور حوا کا قلعہ جس میں یہ ہے کہ انہوں نے شیطان کے ہرکے  
 سے اپنے بچے کا نام عید النحر رکھا تھا بالکل جھوٹ ہے اب اس  
 روایت کی سند بھی دیکھئے اور کتب اسماء الرجال کے ثقہ راویوں  
 کو بھی ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث: و قد سئل عن رجل قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من مات على هذه الحالة، مات ميتة جاهلية. (مسند احمد)

### نوٹو روایت مسند احمد بن حنبل جلد ۵، مسند سمرۃ بن

ترجمہ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد الام احمد بن حنبل  
 سے سنا۔ کہ سمرۃ بنی سمری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حوا حاملہ ہوئیں تو ابلیس (شیطان)  
 ان کے پاس آیا اور حال یہ تھا کہ ان کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی  
 ابلیس نے ان سے کہا کہ اب جو بچہ پیدا ہو اس کا نام عبد النحر رکھنا  
 رکھا جاتا ہے کہ عارث ابلیس کا دو سرا نام ہے پھر وہ زندہ رہے گا  
 پس آدم اور حوا نے پیدا ہونے والے بچے کا نام عبد النحر رکھا۔

ابلیس کا بندہ) رکھ دیا اور وہ بچہ جیتا رہا نہیں مرا۔ اور یہ سب  
 وحی شیطان اور اس کے حکم سے ہوا۔

(ترجمہ روایت مسند احمد بن حنبل جلد ۵، مسند سمرۃ بن  
 ڈاکٹر شفیق صاحب نے خود اس واقعہ کو بالکل جھوٹ قرار  
 دیا ہے لیکن اوپر والی روایت میں کتب اسماء الرجال کا ثقہ راوی  
 اپنی سند سے اس جھوٹے واقعہ کو بیان کرتا ہے اور الزام لگاتا ہے کہ  
 آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے نبی آدم اور ان کی اولاد کو  
 علیہما السلام کے شرک میں آلودہ ہونے کی گواہی دی ہے۔ اب ڈاکٹر  
 شفیق صاحب ہی کے فیصلے کے بعد اس سند پر اور اس کے ثقہ راوی  
 پر کیا حکم لگے گا ڈاکٹر شفیق صاحب نے تو اس روایت کو جھوٹ  
 قرار دے دیا مگر محمد بن عید الوہاب نے اپنی کتاب التوحید کے باب  
 قول اللہ تعالیٰ:

فَلَمَّا أَتَاهَا صَلَاحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ  
 فِيمَا أَنَّهُمَا فَعَعَلَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ  
 (الاعراف آیت ۱۹۰)

میں اس کو صحیح مان کر شرک کے دو شرکے کر دیئے  
 (۱) شرک فی الطاعة (۲) شرک فی العبادة اور یہ کہ  
 عبد النحر نام رکھنا عبادت کا شرک نہیں صرف طاعت کا شرک  
 ہے اور یہ اصلی شرک نہیں ہے بلکہ شرک کے جواز کے لئے خاک  
 اور سہارا ہوتا تھا۔ یہ تو ایک نبی کے ساتھ سلوک تھا اب صحابی  
 کا حال کیسے۔

حدیث: و قد سئل عن رجل قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من مات على هذه الحالة، مات ميتة جاهلية. (مسند احمد)

### (نوٹو روایت مسند احمد بن حنبل جلد ۳، مسند جبریدہ بن

ترجمہ عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد احمد بن حنبل  
 سے سنا کہ عبد اللہ بن جبریدہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد  
 جبریدہ سلمیٰ معاویہ کے پاس پہنچے اور انہوں نے ہمیں قریش پر بھلیا  
 پھر کھانا لایا گیا اور ہم نے کھایا پھر شراب لائی گئی اور معاویہ نے اسے پیا پھر میرے  
 والد جبریدہ سلمیٰ کو ہاتھ بڑھا کر دے دی پھر کہا میں نے اس کو



اس وقت سے ہمیں پابجی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اے حرام قرار دے دیا پھر معاویہ نے کہا کہ میں نہ قریش کا حین  
 ترین جوان تھا اور جوانی کے عالم میں کسی چیز میں ایسی لذت نہیں  
 پاتا تھا جتنی اس میں سوا کے دودھ کے یا ایسے شیریں متال کی  
 صحبت میں جو اپنی خوشنوازی سے مجھے محفوظ کرے۔

۱ ترجمہ روایت منہ احمد بن حنبل جلد ۱۲۲ سند بریدۃ اسلمی  
 آخر وہ کیا چیز تھی جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کر دیا  
 تھا اور امیر معاویہ نے اپنے زمانہ شباب کی اس لذت آفرین چیز  
 کو چھوڑ دیا تھا لیکن صبر نہ ہو سکا اور آخر کار خود بھی پیانی اور  
 بریدۃ اسلمی کی طرف بھی بڑھادی۔ کوئی بتائے کہ رافضیت سے  
 بڑی روایت کتب اسرار جال کے فقرہ راوی کے بارے میں کیا  
 فیصلہ کرتی ہے۔

ان روایتوں کے بعد کتب اسرار جال اور ان کے ثور راوی  
 کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیے۔

وہ الامام السیوطی نے مستدرک ابن حنبل قول کل احمد بن  
 الحسن بن الامام صاحب منہ احمد بن حنبل جلد ۱۲۲ سند بریدۃ اسلمی  
 ابو یوسف صاحب منہ احمد بن حنبل جلد ۱۲۲ سند بریدۃ اسلمی

نوٹ عبارت لسان المیزان جلد ۱۲۲ جلد ۵ مصنف ابن حجر  
 عسقلانی

ترجمہ ابو اسامہ عیسیٰ الترمذی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل  
 کو کہتے ہوئے سنا کہ محمد بن الحسن (امام محمد) شروع میں جہیم  
 مذہب کی پیروی کرتے تھے یعنی جہم میں صفوان کے مذہب کو  
 مانتے تھے جو اللہ تعالیٰ کو عضو معطل سمجھتا تھا اور روایت کیا  
 منہ ابن اسحاق بن احمد کہ کہا انہوں نے کہ ابو یوسف حدیث میں ضعیف  
 سمجھ جاتے تھے اور محمد بن الحسن (امام محمد) اور ان کے شیخ (ابو یوسف)  
 دونوں اثر (حدیث نبوی) کے مخالف تھے۔

(ترجمہ عبارت لسان المیزان جلد ۱۲۲ جلد ۵ مصنف

ابن حجر عسقلانی)

عقیدہ میں حق و باطل کا اختلاف آخر کار آدمی کو جانم  
 باہر کر دیتا ہے یہاں کتب اسرار جال کا امام اور ثقہ راوی اپنے  
 مقابل کے لوگوں کو اسی عقیدہ کی مخالفت کی وجہ سے بغیر دلیل

کے حدیث نبوی کا مخالف بنا کر کافر قرار دیتا ہے اور کتب  
 اسرار جال کا مصنف بنا کر کے ترجمہ میں استاد کو بھی شامل کر کے  
 ایک بڑے دوستکار کر لیتا ہے۔

ہم پر بلا اعلان کرتے ہیں کہ سند دین و ایمان کے لئے لازمی  
 شے ہے مگر وہ سند جو مذکورہ کے ماننے کے لائق ہو ہر مذہب میں۔

سند کی اس بات کو ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب نے اور آگے  
 بڑھا کر اپنی دہی پرانی بات دہرا دی ہے کہ حدیث قرآن کو منسوخ  
 کر سکتی ہے اور مثال کے طور پر قرآن کی حسب ذیل آیت پیش  
 کر کے فرمایا کہ دیکھو قرآن نے تو کھانے پینے کا ان چار  
 چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز کو حرام نہیں قرار دیا تو  
 گدھے اور کتے کو حلال کرنا کیسے ناجائز ہے۔

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا  
 عَلَى طَاعَةٍ مَا تَلَظَّى إِلَّا أَنْ يُكُونَ  
 مَدِينَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خنزير  
 فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ  
 اللَّهِ بِهِ

(آیت ۱۲۵ سورۃ الانعام)

ترجمہ ۱۔ اے محمد ان کچھ جو جو وحی میں ہے اس میں  
 تو کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو۔ الا یہ کہ  
 وہ مردار ہو، یا بہتہ ہوا خون ہو، یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے  
 یا فسق ہو کہ اس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام پکار دیا گیا ہو۔

(ترجمہ آیت ۱۲۵۔ سورۃ الانعام)

ڈاکٹر شفیق صاحب کہ یہ بات بھی ان کی ذہنی الجھن کی نشاندہی  
 کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی  
 تبیین اور تفسیر کرنے والا بتلایا ہے قرآن کو منسوخ کرنے والا  
 نہیں۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ  
 لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ  
 يَتَفَكَّرُونَ

(سورۃ النحل آیت ۱۲۳)

ترجمہ اور یہ ذکر تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے







# اللہ اور خُدا

## اسم اللہ کے مقابل "نام خدا کی شرعی حیثیت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْخُسْرٰی فَاَدْعُوْهُ بِمَا وَدَّوْا الَّذِیْنَ  
یُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَائِهِمْ سَبَّحُوْهُنَّ مَا کَانَ لَوْ یَعْمَلُوْنَ  
(الاعراب: ۱۸۰)

پس اللہ ہی کے اسمے اپنے نام ہیں۔ سو اپنی ناموں  
سے اسے پکارو اور ان کو گویا کہ چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں  
الکاد کرتے ہیں۔ انہیں اپنے اسم عمل کی یاداش میں ضرور  
سزا دی جائے گی۔

انسان کی تاریخ میں اکثر ایسا بھی ہوا ہے کہ غلط تصورات ایک  
مخصوص عقیدے میں داخل جانے کے بعد ایک مخصوص لفظ کی شکل  
اختیار کر کے زبان زدِ عام و خاص و عام ہو گئے ہیں۔ مردِ ایم کے ساتھ  
یہ الفاظ لوگوں کے دل و دماغ میں کچھ اس طرح راست اور سبوت  
ہم گئے ہیں کہ ان کا بدلنا اور بدلنے کی کوشش کو نا کوئی آسان کام  
نہیں ہے خانہ کعبہ کو پتھر کے ٹکڑوں سے  
آراستہ  
کرنے والے لوگوں نے رفتہ رفتہ انہی محبوبوں کو اپنا معبود و کایار  
بنا ڈالا اس حالت میں اس پر زلمے گزر گئے اور پتھر کے خداؤں کے  
پرستش ان کا دین بن گیا جس سے ان کی دل بستگی اور عقیدت اس  
قدر مضبوط تھی کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان کے پتھر کے  
خداؤں کو توڑ ڈالا تو ان کی قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف  
سے قوی دلائل و براہین سن کر اپنے دلوں کے اندر ماننے کے باوجود  
مشغول ہو کر اپنے خداؤں کو نہیں نہیں کرنے والے ابراہیم کو آگ  
میں جلائے کا فیصلہ کر لیا۔ پھر یہم دیکھتے ہیں کہ بیت اللہ جس کی  
تعمیر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے مل کر کی تھی  
اور حید کی شمع کو روشنی کیا تھا رفتہ رفتہ پتھر کے خداؤں سے

بھرا جانے لگا جس کا جی جا یا ایک عدد خدا کو پتھر کی چٹان سے  
تراش کر خانہ کعبہ کی زینت بنا دیا۔ یہاں تک کہ جہالت کی طویل  
تاریکیوں کے بعد جب شیع اسلام پھر روشن ہوئی تو اس روشنی میں  
ہادی برحق رحمتہ العالین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ  
میں تین سو ساٹھ خاموش خداؤں کی محفل دیکھ کر لوگوں کو  
شکر و گراہی سے نکلے اور ایک اللہ کی بندگی اختیار کرنے کی دعوت  
دی تو چالیس سال تک حضور اکرم کو "صادق" "ادامین" کہتے والی  
قوم کی زبانیں بیکایت ساحر اور کتاب جیسے کلمات اٹکتے لگیں، گویا  
ابلیس کے طلسم ہو شراب پر ایک ایسی کاری فریب لگی کہ ابلیس  
اور اس کے تمام کارند سے بدحواس ہو گئے۔ یہاں یہ بیان کرنا بھی دلچسپی کا  
باعت ہو گا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کی پرورش فرعون کے  
محل میں ہوئی تھی دین حق لے کر اس کے پاس آئے تو اُخا و بکھلا علی  
کہہ کر غلطی کا دعویٰ کیا اس قدر بکھلایا اور بدحواس ہوا کہ پہلے تو اس  
نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادو گروں کا سردار قرار دینے ہوئے کہا  
تو کہ اے موسیٰ تم اپنے جادو کے زور سے مجھے ملک بدد کرنا چاہتے ہو  
پھر موسیٰ علیہ السلام پر اپنے احسانات پرورش جتا کر بولا "موسیٰ  
تم کافر ہو، ناشکر ہے ہو"۔

اس طویل تمہید سے صرف ایک حقیقت کو واضح کرنا مقصود ہے  
یعنی ایک عقیدے ایک وہم اور ایک باطل تصور کو لئے ہوتے ایک  
قوم پر اگر طویل زمانہ گزر جائے تو اس پر جہالت اور گراہی کے پردے  
بڑا مشرور ہو جاتے ہیں ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں اور اس  
دردِ غما کو باطلہ بختہ تر اور بختہ ترین ہو جاتے ہیں اور اس  
عالم جہالت میں جب بھی اللہ کی طرف سے کوئی ہادی ان کے پاس  
آیا وہ اس کی جان کے دشمن ہو گئے یہاں تک کہ بعض انبیاء کرام کو



اب ہم قرآن کریم کی اس آیت کی طرف رجوع کرتے ہیں جو ہم نے اس مضمون کی ابتدا میں درج کی ہے آیت سے الفاظ "الَّذِينَ يَلْحِقُونَ فِي الْأُثْمَانِ" پر غور کرتے ہیں۔ جس کے معنی "اور جو لوگ اللہ کے آسمان میں الجھا دیتے ہیں" عرفان ربانی میں الجھا دینا اس کا معنی ہے لٹھ کو کھینچتے ہیں جو تیر نشانے سے چمک کر کہیں اور جا سکا ہو۔ اس کا اظہار اہل عرب یوں کرتے ہیں "أَلْحَدَ الشَّيْءُ لَهَا هَدَفٌ" یعنی تیر نے اپنے نشانے سے الجھا دیا۔ اللہ کے نام د اسماء میں الجھا کے یہ معنی ہیں کہ ایسے ناموں سے پکارا جائے جو اس کے شایان شان نہ ہوں جنہ سے ان کی ذات و صفات "وحدت ربوبیت" الوہیت، علمت" رادب پر کوئی عیب یا نقص واقع ہوتا ہے۔

اللہ کو نہ خدا "یا خداوند تعالیٰ" کہنے سے اس کی ذات و صفات پر کیا حرف آتا ہے؟ اس کا جواب ہمیں تین سوالات پر غور کرنے سے مل جاتا ہے۔

پہلا سوال یہ کہ اللہ کی کتاب قرآن کریم میں کہیں بھی "خدا" کا لفظ وارد ہوا ہے؟

دوسرا سوال یہ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تریسٹھ سالہ حیات طیبہ میں کہیں اور کہیں "خدا کا نام اللہ کے بجائے لیا ہو؟" احادیث شریفہ کے کسی مجموعہ میں "خدا" کا نام آیا ہو؟ تیسرا سوال یہ کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ترین جاں نثار معتقد ترین اصحاب تھے کیا ان میں سے کسی نے "خدا کا لفظ رائج کیا تھا؟"

ان تینوں سوالات کے جوابات بلاشبہ نفی میں ہیں تو پھر ہم کیسے شدت نبوی کی پیروی کے دعویدار ہو سکتے ہیں جب ہم اللہ ہی کا نام خلاف قرآن و خلاف سنت اپنا رہے ہر مصرع میں؟ یہ نام بھکر کس راستے سے داخل ہو کر ہمارے دل و دماغ میں پیوستہ ہو گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نام ایران کے قدیم آتش پرستوں کے باطل تصور کی پیداوار ہے اور ایرانیوں نے قبول اسلام کے بعد بھی اس نام کو برقرار رکھا۔ تاہم ایسا کرنے میں ان کی نیت میں خرابی نہ تھی۔ علاوہ بریں مغلیہ عہد کا مومن فارسی کے سرکاری زبان ہونے کی وجہ سے بھی لفظ "خدا" کا رواج ترقی کر گیا۔ آئیے آپ کو قبل از اسلام ایرانیوں کے "فلو" سے متعارف کراتے ہیں۔

اس کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ قدیم ایرانیوں میں ہستی باری تعالیٰ کا تصور موجود تھا۔ جب وہ اس بحث میں پڑے کہ یہ ہستی سے کہاں ہے آگ تو جس مقام پر ان کی عقل و فکر نے پہنچا ڈالے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ ذات باری تعالیٰ "خود بخود" آگنی اور اسی تصور کی نسبت سے اس ہستی کو خود و خدا کہنے لگے۔ لیکن جب انہوں نے اس دنیا میں خیر و شر کا تصور دیکھا تو ان کے جی میں یہ بات آئی کہ خدا خالق خیر ہے۔ شر کا خالق نہیں ہو سکتا۔ تب انہوں نے دو خداؤں کا نظریہ کوٹ کر قبول کر لیا نیکی کے خدا کو نرواں کا نام دیا اور بدی کے خدا کو "اہرمین" کہنے لگے۔ اسی مقام پر استغناء کیا بلکہ ایک اور خدا کی ضرورت محسوس کی جو خیر و شر کے خداؤں پر شگافی اعلیٰ ہو۔ اس کا نام انہوں نے میسزان رکھا۔ لفظ خدا کے پس منظر میں جانے کے بعد آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس لفظ کے ساتھ مزید خداؤں کا تصور وابستہ رہا اند ہمارے اللہ کے لئے یہ نام اس کی شان پر حرف ہے چونکہ فارسی کے ساتھ ہمارا اچھا خاصا تاریخی اور ثقافتی تعلق رہا ہے اس لئے اللہ کا فارسی ترجمہ (خدا) ہماری زبانوں پر بھی جاری و ساری ہو گیا اور اس میں کوئی قیاحت نہ محسوس نہ کی گئی۔ ہمارے علماء و دانشور، مفکرین، مفسرین، ائمہ دین اس طرف نگئے کہ وہ نام جو آتش پرستوں نے محض مشرکانہ عقائد و تصورات کی بنیاد پر ایجاد کیا تھا اپنے اندر کیا عیوب و نقائص رکھتا ہے۔ رہی اہل فکر و نظر نے اس کی طرف توجہ دی۔

اب ہم اسم ذات کی طرف آتے ہیں جو باری تعالیٰ نے اپنے لئے جمعیوں کیا ہے۔ رَبُّ الْعَالَمِينَ کا اسم ذات اللہ اور باقی اس کے جتنے بھی نام ہیں اللہ نے خود انہیں اسما الحسنى یعنی اچھے اچھے نام کہا ہے جن کی تعداد ننانوے سے مستحاذ رہے۔ اسی اسم سے اللہ نے اپنے تمام انبیاء اور مرسلین کو آگاہ کیا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب فرمایا تھا۔ یسوی اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ "اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں" اللہ اسم علم ہے جو اسم معرفہ ہے New Name ۲۰۲۰ کے زمرے میں آتا ہے اور اہل علم جانتے ہیں کہ اسم معرفہ کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔ آپ اپنے نام کے ترجمہ سے اپنا تعارف نہیں کر لیتے۔ اگر آپ پاکستان میں "النام اللہ" ہیں تو کیا یورپ پہنچ کر اپنے آپ کو "یرائر آف گارڈ" (۲۰۲۰ ZEOR GOD) کے نام سے متعارف کرائیں گے؟ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو اللہ کا ترجمہ بھی سکاڑا، بھگوان، پرما تا، ارام اور خدا نہیں کر سکتے۔ اگر آپ یہ دلیل پیش کریں کہ پوری قوم اور اس کے علماء

چوں کفر از کعبہ برخیزد ..... کجا ماند مسلمانی

ادارہ

علماء دیوبند اپنے بیانات کردہ

## عقائد کے آئینے میں

ذیل میں دیوبندی مکتب فکر کے خود ساختہ عقائد خود ان کی کتاب ”عقائد علمائے دیوبند“ المعروف ”المعتمد“ کے فوٹو دیئے

جا رہے ہیں۔

لیکن قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ان خود ساختہ عقائد کو بڑھنے سے پہلے مدرسہ دیوبند کے سب سے پہلے فارغ التحصیل اور بانی دیوبند قاسم نانوتوی صاحب کے پہلے شاگرد رشید جناب محمود الحسن صاحب دیوبندی المعروف ”اسیر مالٹا“ کا وہ کارنامہ بھی ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے قرآن مجید کی تفسیر لکھتے ہوئے سرانجام دیا ہے تاکہ اندازہ ہو سکے کہ جب اس مدرسہ کی ابتدا یہ ہے تو انتہا کیا ہوگی۔

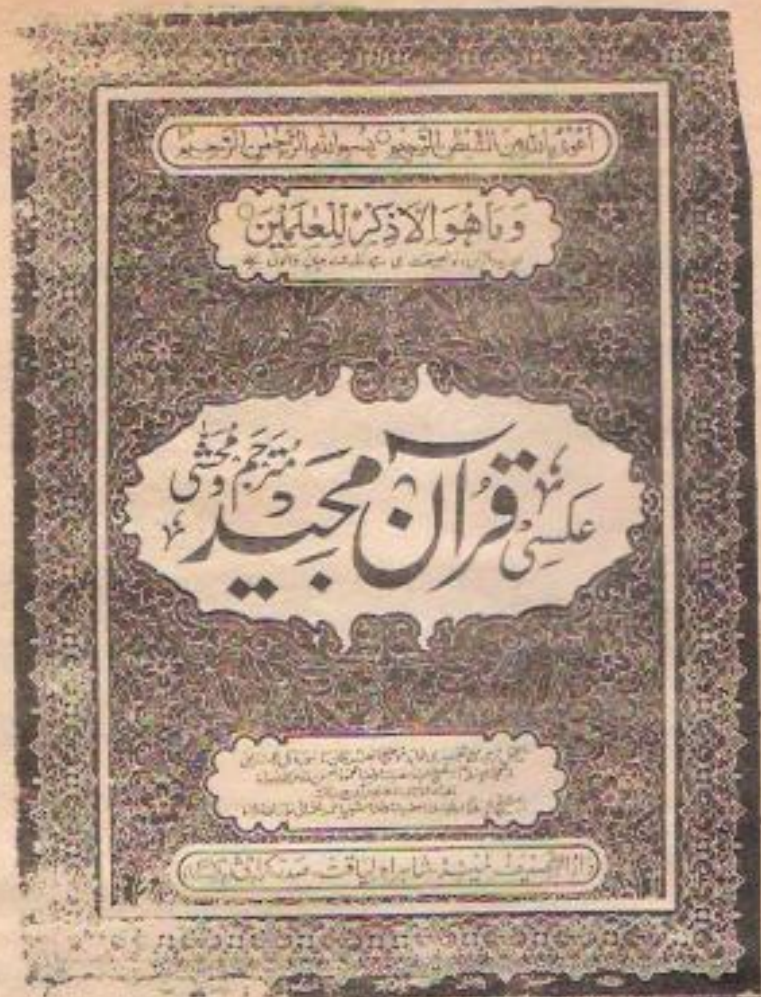
یہ تو ہمارے اُس مالک کائنات کا صد لاکھ شکر کہ جس نے قیامت تک کے لئے اپنے اُن مخلص بندوں سے جو اُس کے دین کے پیچھے اور حقیقی طلبکار ہیں وعدہ فرمایا ہے کہ اس کتاب (قرآن مجید) کی حفاظت قیامت تک میں خود کر دوں گا۔ ————— ورنہ کیا عجب تھا کہ یہ ”مفسرین و شارحین“ اس کے متن اصلی کو بھی نہ بخشے اور اپنی ”تفسیری“ کا فرمایاں دکھاتے۔

لیکن اس سے زیادہ حیرت تو ہمیں ”توحیدِ عملی“ تحریر کرنے والے اُن صاحب پر ہے کہ انہیں بھی اسناد و ضعیف اور جلی شرک نظر نہ آیا۔ ————— سچ ہے انہیں نظر آتا بھی کیسے۔ ! اس لئے کہ ان پر تو یہ اسرار منکشف ہو چکا ہے کہ وہ بھی ————— بلکہ وہی تو اُس ”سلسلہ ذہب“ کی آخری کڑی ہیں جس کی ابتداء بقول ان کے شاہ ولی اللہ علیہ ہوتی ہے اور جس کے درمیان تمام علمائے دیوبند تشریف فرما ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں دارالعلوم دیوبند کے پہلے شاگرد کا کارنامہ کہ جنہوں نے قرآن کی پہلی سورت کی اس پہلی آیت کی تفسیر میں (جس میں) کہ غاص توحید کی بات اور شرک کا رد ہے ایسا نعبہ و ایسا نعتین کہ مالک ہم غاص تیسری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں) کس بوشیاری و چابکدستی سے شرک کی ملاوٹ کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اور داد دیجئے ان شرک کے رسیاؤں کی دراز دستی کوہ.....

تاک کہ تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں





وہ اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات  
سراسر کسی سے حقیقت میں مدد و اعانت کا مکمل نام ہے  
اسی مقبول بندہ کو بخش و واسطہ رحمت اعلیٰ اور شہید  
کے لئے کہ استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ ہمارے  
ذات و حقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے



اَللّٰهُمَّ كُنْ عَلٰى الْمَقْبَرَةِ

# عقائد علماء اہل سنت دیوبند

تالیف

فخر الحقین حضرت مولانا خلیل احمد سہانپوری قدس سرہ

المتوفی ۱۳۳۶ھ

عقیدہ ۳ : ۵

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے۔ (یعنی چھوئے ہوئے ہے) علی الاطلاق افضل ہے۔ یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔ (الہند ص ۱۱۰ زبدۃ الناسک حضرت گنگوہی)

عقیدہ ۴ : ۵

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام اور صلی و اولیاء شہداء و صدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی۔ اس طریقہ پر کہ کہے : یا اللہ ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں، یا اسی جیسے اور کلمات کہے۔ (الہند ص ۱۱۰ اور فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۲)

عقیدہ ۵ : ۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرماتیں !۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۳، فتح القدیر ج ۱ ص ۳۳۵ اور طحاوی علی المراقی ص ۲۰۰) نیز حضرت گنگوہی تحریر فرماتے ہیں :-  
”پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور شفاعت پاسے۔“

عقیدہ ۶ : ۵

اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس سے صلوة و سلام



پڑھے تو اس کو آپ خود بغضِ نفس سنتے ہیں اور دُور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ و سلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔

### عقیدہ ۵ : ۷

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی جیسا کہ ملکوت ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو

### عقیدہ ۵ : ۹

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اسی طرح جملہ انبیاء علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ حق و علم سے موعوظ ہیں اور آپ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں اور آپ کو صلوٰۃ و سلام پہنچاتے جاتے ہیں۔

### عقیدہ ۵ : ۲۳

مشائخ (اور بزرگوں) کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پیچھا سوجے شک صحیح ہے مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اُس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔

(المبتدئ ص ۱۸)

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ فِيهَا خُلَدُونَ ۚ

”اللہ حامی و ناصر ہے ان لوگوں کا جو اس پر ایمان لائیں وہ ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنیوں میں لے آتا ہے۔ رہے کافر تو وہ طاغوت کو اپنا پیشوا اور حامی و مددگار بناتے ہیں۔ پھر یہ طاغوت ان کو روشنی سے نکال کر اندھیروں میں ڈال دیتے ہیں۔ یہی لوگ جہنمی ہیں اور ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔“

(البقرة ۲۵۷)



# سُنُّ تَوَسُّعِي

دُنیا میں حق و باطل کی جنگ ہمیشہ سے رہی ہے اور رہے گی البتہ حق بات ماننے والوں کی تعداد ہمیشہ کم رہی ہے قرآن مجید اس بات کی گواہی دیتا ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهْنًا مُّشْرِكِينَ

ان میں سے اکثر لوگ اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ ان کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں (سورہ یوسف آیت ۱۰۶) حق کے مقابلے میں باطل ہمیشہ متحد رہے حق کے آنے سے پہلے باطل قوتیں ہمیشہ آپس میں برسرِ پیکار رہتی ہیں لیکن جب وہ دیکھتی ہیں کہ حق کی ضرب ان تمام باطل قوتوں پر پکڑاؤ پڑ رہی ہے تو وہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے آپس کے اختلافات کے باوجود متحد ہو جایا کرتی ہیں۔

آج اس دور میں اس نام نہاد اُمتِ مسلمہ کی بھی یہی حالت ہے کہ قرآن و حدیث کی اپنی اصلی شکل میں موجود و محفوظ ہونے کے باوجود جس کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے اس اُمت کا کوئی فرقہ، کوئی گروہ اور کوئی جماعت ایسی نہیں جس میں کفر و شرک کی آئینہ نہ ہو۔۔۔ ایسی حالت میں اگر اللہ کے کسی بندے نے خلوص اور دردمندی کے ساتھ اس پر سے پردہ اٹھایا اور اُمت کے سامنے قرآن و حدیث کا صاف سُتھرا دین بغیر کسی لاگ و لپیٹ کے اور لومہ و لائم سے بے پرواہ ہو کر پیش کیا اور نشانہ دہی کی کہ اس دین کے بگاڑ کا اصل سبب کیا ہے اور کہاں سے اس خرابی کا آغاز ہوا۔۔۔ تو اس اُمت کا ردِ عمل بھی وہی ہوا جو ہمیشہ سے حق کی مخالفت میں باطل قوتوں کا ہوا کرتا ہے وہی آواز ہر طرف سے اٹھی کہ یہ آواز اسلاف کی دشمن ہے۔۔۔ اکابرین کی شان میں گستاخی کرتی ہے۔۔۔

امت کو سلف صالحین سے کاٹ ڈالنا چاہتی ہے۔۔۔ پورے جوش و خروش سے مخالفت کا یہ سلسلہ جاری ہے لیکن جو کہ کفر و شرک کا ثبوت اس اُمتِ مسلمہ کے ائمہ اکابرین اور سلف صالحین کی اپنی تصانیف سے جن کو یہ اپنا بیٹا مانتی ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کر گیا ہے اس کے جواب میں ایک لفظ بھی یہ اُمتِ مسلمہ نہ پیش کر سکی۔ بلکہ وہی طریقہ اختیار کیا جو حق کے مقابلے میں باطل قوتوں نے ہر دور میں اختیار کیا ہے۔ رب العالمین جس کی گواہی دیتا ہے۔

يَتَّخِذُوا الْآخِلَاءَ وَهُمَ لِقَوْمِهِمْ زَبَاطٌ إِنَّ قَوْمَ لِقَوْمِهِمْ

انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے علاوہ اپنا رب بنالیا ہے (سورہ توبہ آیت ۳۱)

پوری امتِ مسلمہ خصوصاً خود کو توحید و سنت کا علمبردار کہلانے والی جماعتیں اپنے ”آئمہ“ کی حمایت میں اس قدر دیوانگی میں مبتلا ہوئیں کہ مالک کی پیکار کو بھی نظر انداز کر دیا۔

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ

ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے (سورہ الزمر آیت ۶۴)

خلوص اور دردمندی میں طردی ہوئی آواز نے مالک کا فرمانِ یاد دلایا کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والی آج دنیا میں ہر جگہ خالق کے بجائے مخلوق کی بندگی ہو رہی ہے، طاغوت کا راج ہے، کفر و شرک کے پھیلتے والے طاغوتوں کا دفاع اور حمایت ہو رہی ہے تو آؤ۔



فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي آمَنُوا لَوْ كُنُوا أَفْصَارَ اللَّهِ

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کے مددگار بنو“ سورہ الصف آیت ۱۴  
تو اس کا جواب یہ ملا۔

نیز ڈاکٹر عثمانی کے بارے میں علمائے اہل حدیث کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ کافر، مانعہ و  
زندیق ہے کیونکہ وہ حدیث نبویؐ کا صاف انکار کرتا ہے اور امام اہل السنۃ احمد بن حنبلؒ  
و دیگر سلف صالحین کو کافر کہتا ہے۔ ہم علمائے حق سے مطالبہ کرتے ہیں کہ

وہ متحد ہو کر شرک و بدعت اور توحید کے رُپ میں اس نئی پرویزیت  
کے ابطال کے لئے اپنی ذمہ داری پوری کریں۔ !!

## ڈاکٹر عثمانی صاحب کی غلطیوں کا خلاصہ اور اُن کے مقلدین کا طرزِ عمل

۳۔ انھوں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہما کو کافر ٹھہرایا اور ان کے مقلد  
اُن کی تقلید میں ان ائمہ پر شب و شتم کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔

۴۔ حتیٰ کہ اپنے رسالہ جبل اللہ میں انھوں نے مسند احمد اور صحیح بخاری کا موازنہ کر کے تحقیق کے نام سے اُن کی  
کردار کشی کی۔ اُن کے مقلدین اپنی مسجدوں میں بڑے زور و شور سے پروپیگنڈہ کرتے رہے اور اُن ائمہ کو طاغوت ٹھراتے  
رہے۔  
المسلم ص ۲ جون ۱۹۸۶ء۔ جماعت المسلمین

## حزبِ ائدہ امام المحدثین احمد بن حنبلؒ کا دفاع کرتی ہے

لیکن جن دلوں میں مالک کی الوہیت کی عظمت اور اسوہ شنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم گھر کر جائے وہ ان کانٹوں کو بھی پھول سمجھتے  
ہیں کہ یہ تو اس راہ کے ”تخفے“ ہیں ان کی آواز میں اور تڑپ پیدا ہو جاتی ہے وہ اور زیادہ خلوص محبت سے مالک کی بات ان دیوانوں  
کے سامنے برکتے ہیں کہ کاش تم اپنے مالک کے ساتھ محبت کرتے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُقْتَدِرُ قَوْلَهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ إِذَا الْخَبُونُ لَهُمْ سَخِبٌ مِنَ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا لَئِنْ كُنَّا إِلَّا

”کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مد مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں  
جیسی گرویدگی اللہ کے ساتھ ہونی چاہئے۔ حالانکہ ایمان رکھنے والے ربؐ کو اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔“

(سورہ البقرہ آیت ۱۷۵)



اب بزرگ خود و احیاناً حق! اہل حدیث یوتھ فورس جماعت المسلمین - حزب اللہ (یعنی ارواح ثلاثہ) اور ان کے آئمر خصوصاً آئمہ ثلاثہ کی عبارات پر ایک نظر۔

## تعویذات اور آئمہ ثلاثہ

(احمد بن حنبل، ابن تیمیہ، ابن قیم)

اب ارواح ثلاثہ! اہل حدیث یوتھ فورس جماعت المسلمین حزب اللہ کی خدمت میں ان کے آئمہ ثلاثہ کا ایک افسوسناک عقیدہ پیش کیا جاتا ہے۔

قرآن و حدیث کا کاروبار اور تجارت کرنے والے پیروں، مولویوں، علماء اور مشائخ جن میں اہل حدیث حضرات بھی سرفہرست ہیں، ان کی سرپرستی اور ان کے شرکیہ فعل کو جائز قرار دینے کے لئے ان "آئمہ ثلاثہ" نے جو خدمات سرانجام دی ہیں ان پر یہ کاروباری بتائیں، فرم کر یہ کہ ہے۔

جہاں تک اہل حدیث حضرات کا تعلق ہے اب نعم ان کے ہم مسلک علماء کی تنقید کی تعصیف شائع ہو رہی ہیں جن میں محمد علی جانباز کی احکام دعا اور توسل، شاہ محمد ربانی کی "تعویذات شرعیہ کی حقیقت" اور محمد قاسم خواجہ کی "تعویذ اور دم" قابل ذکر ہیں جن میں ان اہل حدیث علماء پر تنقید کی گئی ہے۔ جو ماضی میں تعویذات جیسے شرکیہ فعل کے قائل اور ان پر مستقل کتب لکھنے والے اور آج کے تعویذ گندوں کے شرکیہ کاروبار کرنے والے اہل حدیث علماء شامل ہیں

"لیکن آج اگر دین سے واقف لوگوں کو شیطانی کاروبار کرنے والے ان آئمہ کے نام، تعصیف، اقوال اور فتاوے دکھلا کر تعویذات کا جواز ثابت کریں گے تو پھر ان بدقسمت انسانوں کو کونسی بات جہنم میں جانے سے روک سکے گی۔

اس لئے لازم ہے کہ ان کفر و شرک کے علمبرداروں کے اصلی خود و خال کو جن پر ان کے پیچاریوں نے تقدس کے پردے ڈال رکھے ہیں ان پردوں کو ہٹا کر قرآن و حدیث کی روشنی میں انسانیت کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ہر انسان حق و باطل میں تمیز کر سکے۔

ملاحظہ ہوں تعویذات سے متعلق آئمہ ثلاثہ کے عقائد۔

ابن تیمیہ

## فصل

ویرجوز ان یکتب للنعاب وغیرہ من الرضی شیناً من کتاب اللہ  
وذكرہ باللہ المباح وینقل ویسقی - کما نص علی ذلك احد وغیرہ،  
قال عبد اللہ بن احمد : قرأت علی ابی ثابعل بن عید : تاسفیان :  
من محمد بن ابی لیل : من الحکم : عن سعید بن جیر : عن ابن  
جیرس قال : اذا مر علی المرأة ولادتها فلیکتب : بسم اللہ لا اله الا  
اللہ العظیم الکرم ، سبحان اللہ رب العرش العظیم ، الحمد لله رب  
العالمین ، ( کأنهم يوم یرونها لم یلبثوا الا عشیة لو صلبوا ) ( کأنهم يوم  
یرون ما یوجدون لم یلبثوا الا ساعة من نهار - بلاغ فیصل بھلک الا  
القوم الفاسقون ) - قال أنس : تا اسود بن عامر یسئلہ بھنہ ، وقال :  
یکتب فی انشاء تطیف فیسقی ، قال أنس : وزاد قبہ وکیع فتسقی  
ونضع مامون سرہا ، قال عبد اللہ : رأیت ابی یکتب للمرأة فی  
بام أو نخی تطیف -



وقال ابو عمرو محمد بن احمد بن حمدان الحيرى : انا الحسن بن  
سفيان السوي : حدثني عبد الله بن احمد بن شويه : ثنا علي بن

- ٦٤ -

الحسن بن شقيق : ثنا عبد الله بن المبارك : عن سفيان : عن ابن  
ابى ليل : عن الحكم : عن سعيد بن جبير : عن ابن مابر قال : اذا  
عسر على المرأة ولادها فليكتب : بسم الله لا اله الا الله العلي العظيم  
لا اله الا الله العظيم الكريم : سبحان الله وتعالى رب العرش العظيم :  
والحمد لله رب العالمين . ( كانوا يوم يرونها لم يلبثوا الا حشية او  
ضحاها ) ( كانوا يوم يرون ما يولدون لم يلبثوا الا ساعة من نهار .  
بلاغ قبل يهلك الا القوم العاقلون ) . قال علي : يكتب في كافه  
فيملق على صدر المرأة . قال علي : وقد جرت له فسلم ز شيئا أعجب  
منه . فلما وضعت تحمله سريعا تم تحمله في خرقة او تحرقه . آخر  
كلام شيخ الاسلام ابن تيمية - قدس الله روحه - ونور ضريحه .

## توجه :- فصل

اور جائز ہے کہ کسی مصیبت زدہ اور مریض کے لئے اللہ کی کتاب میں سے کچھ لکھا جائے پاک و شفاء کے  
اور اس کو دھوکہ پی لیا جائے جیسا کہ امام احمد نے فیصلہ فرمایا ہے عبد اللہ بن احمد - - - عبد اللہ بن عباس سے  
روایت کرتے ہیں کہ اگر سخت ہو جائے کسی عورت پر اس کے بچے کی ولادت تو چاہئے کہ کہے ۔

بسم الله لا اله الا الله العظيم الكريم . سبحان الله رب العرش العظيم . الحمد لله رب العالمين .

عبد اللہ کہتے ہیں کہ کہا میں سر باپ ( احمد بن حنبل ) نے مجھ سے کہ مجھ سے بیان کیا اسود بن عامر نے اپنی اسناد  
سے اس معنی کی بات اور کہا کہ لکھا جائے کسی پاک برتن میں پھر پی لیا جائے اور میرے باپ ( احمد بن حنبل ) نے  
یہ بھی کہا کہ وکیع نے یہ اضافہ کیا کہ عورت پی لے اور چھڑک لے اس پانی کو اپنی ناف کے نیچے کے حصے میں اور پھر  
عبد اللہ نے کہا دیکھا میں نے اپنے باپ ( احمد بن حنبل ) کو وہ لکھتے تھے عورت کے لئے جام میں اور کسی پاک چیز میں ۔  
( دوسری روایت ابن تیمیہ :- )

ابن تیمیہ اس مضمون کی دوسری روایت لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس روایت کے راوی علی کا بیان ہے کہ کسی کا فذ  
میں یہ باتیں لکھی جائیں اور پھر لٹکاؤ جائیں عورت کے بازو پر جس کی ولادت میں تکلیف ہو رہی ہے اور علی کہتے ہیں  
کہ ہم نے اس کا شجرہ کیا ہے کہ اس سے زیادہ تعجب انگیز بات ہم نے نہیں دیکھی کہ جب ایسا تعویذ باندھا جاتا ہے  
تو ولادت بہت جلد ہو جاتی ہے پھر اس کے بعد یا تو اس تعویذ کو کسی چیتھرے میں لپیٹ دیا جائے یا جلادیا جائے یہ  
آخری کلمات ہیں اس سلسلے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے اللہ تعالیٰ ان کی روح کو عزت و کرامت کی قبر کو نور سے  
بھر دے ۔

( ترجمہ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۱۹ ص ۶۴ - ۶۵ )

ابن تیمیہ :-







زاد المعاد - مصنف ابن قیم - مترجم رئیس احمد جعفری، ناشر نفیس اکیڈمی کراچی ص ۶۹۰-۶۹۱

حافظ ابن قیم نے حافظ ابن تیمیہ اور امام احمد بن حنبل سے بھی تعویذ کا جواز بیان کیا ہے۔ (زاد المعاد جلد ۳ ص ۱۸۵)

ابلحدیث عالم

تعویذ اور دم : مصنف محمد قاسم خواجہ ناشر ندوۃ المحدثین گوجرانوالہ۔  
یہاں اس اہمیت کے متفق علیہ بزرگ اور ولی اللہ عبدالقادر جیلانی کا حوالہ بھی نقل کر دینا مناسب ہے جو انہوں نے تعویذ کے سلسلے میں احمد بن حنبل کے بارے میں نقل فرمایا ہے۔

فصل دیکتب للمحمود ولعلی علیہ صا  
روی عن الامام احمد بن حنبل عن ابيه قال  
حمت فكتب لي من الحسن بسم الله الرحمن الرحيم  
وبالله محمد رسول الله يا فاركوذا جردا وسنما  
علي، هو اذ يبرو ارادوا به حكيذا فبعثهم  
الاخسرين الله رب جبريل وميكائيل  
واسرافيل اشف صاحب هذا الكتاب  
بحولك وقوتك وجبروتك يا ارحم  
الرحمين

بخمار کا تعویذ | مندرجہ ذیل دعا کو کراہی تعویذ کے کچھ روایات کے لیے  
میں لکھا ہے۔ حضرت امام محمد فرماتے ہیں: مجھے یہ روایت ملی ہے کہ عالم کو  
دی گئی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم رہا اللہ محمد رسول اللہ یا فارکوذا جردا  
وسنما علی ابراہیم و ارادوا به حکیذا فبعثهم الاخسرين اللهم رب جبریل  
ومیکائیل واسرافیل اشف صاحب هذا کتاب بحولک وقوتک وجبروتک  
یا ارحم الراحمین و اللہ کے نام سے جو مہربان اور شہید رحم والا ہے  
اور اللہ کے نام کی برکت سے جو اللہ کے رسول میں سے ہیں ابراہیم و محمد  
اور سلاطین والی من عاصم کوں نے ابراہیم کو نبی بنا کر دیا کہ وہ جبریل و میکائیل  
انہیں گھاتے والا بنا دیا ہے جبریل و میکائیل اور اسرافیل کہ رب اے نبی  
و طاقت سے اس کو دے کہ اللہ سے جو تم کو نبی بنائے تم سے تم سے تم سے تم سے تم سے

غنیۃ الطالبین (حصہ اول) تصنیف عبدالقادر جیلانی - مترجم راغب رحمانی ص ۱۱۲-۱۱۳ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی

ساتویں خلیفہ امیر المومنین یزید رحمۃ اللہ علیہ اور ارواح ثلاثہ کے آئمہ

ابا اربع ثلاثہ کی خدمت میں ان کے ”آئمہ“ کی  
وہ نہ پہلی تحریریں جن کے ذریعہ انہوں نے یزید کے کردار کو داغ دار بنانے اور ان کے متعلق رافضی پروپیگنڈے کو سچا ثابت کرنے  
شہوت بہم پہنچایا۔ یہ پیش کرتے ہیں۔



امیر حزب اللہ حقائق کو مسخ کرنے اور اپنے امام کی صفائی پیش کرنے کے لئے مندا احمد کی روایت جس میں ذکر ہے کہ  
 "یزید بن معاویہ اس لشکر کے امیر تھے جس میں ابویوب انصاری نے وفات پائی۔"  
 پیش کرنے سے قبل فرماتے ہیں کہ

"یہ رافضیت کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ ہے اور شیعیت کے لئے ایک بہت بڑا تازیانہ ہے" (ص ۲۴)۔ ندائے حزب اللہ  
 امیر محترم کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ بات تو ایسی ناقابل انکار حقیقت ہے جس کا اعتراف تو امیر یزیدؓ کے بدترین دشمن  
 بھی جو ان کے نام کے ساتھ پلید لکھتے ہیں کرتے ہیں آئیے ذرا اس کی مثالیں بھی آپ کو دکھلا دیں اور اس کے بعد آپ کے "آئینہ" کے  
 وہ ارشادات بھی جو انہوں نے امیر یزیدؓ کے کردار کو داغدار بنانے کے لئے ارشاد فرمائے ہیں۔

### پہلو مثال :-

دیکھئے ایک طرف قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند امیر یزیدؓ کو پلید لکھتے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی ملتے ہیں کہ نبی  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق قسطنطین پر حملہ کرنے والے لشکر کے مصداق امیر یزیدؓ ہیں۔

۴۶

یہودی ولید بن یزیدؓ پر بحث   اول میں	بحث در ولید بن یزیدؓ   اول
یزید بن ولید بن یزیدؓ پر بحث کرتا ہوا اس	از ولید بن یزیدؓ بحث سے کہم
کے بعد سید الشہداءؑ پر اور ان کے	بعد ازاں در شہادت حضرت
آبائے پر سلام ہو کی شہادت پر کلام	سید الشہداء علیہ وسلم آیت
کرتا ہوں۔ جس وقت کہ میرے مہمان بنے	استقامت سے زخم تا قہقہہ میر
یزید پلید کو اپنا ولی حبیب بنا تھا تو وہ	معاویہ یزید پلید یا ولی حبیب خود
علاقہ فاسق دھما۔ اگر اس نے کچھ کی ہوگا	کردند فاسق مطلق نبود۔ اگر چیزی
تو در پلید کیا ہوگا کہ حضرت معاویہؓ کو	کردہ باقتدر پلید کردہ باشد کہ
اس کا خبر دیجیے۔ علامہ ازیں جہاد میں	حضرت امیر معاویہؓ را ازان خبر بود۔
یزید کا دشمن تیرے جیسا کہ اس سے بچنا	علامہ بری حجت تیر در جہاد آنچہ
گیا، مشہور ہے۔	کہ از مشہور شد مشہور است۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب	خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
یزید اور اس کو فتنہ کے بانی میں	وسلم در باب یزید و جہادش
امام محمد بن ابی اللہؑ کے گھر میں	در بیت ام محمد بن ابی اللہؑ
حضرت ریحۃ العالمین صلی اللہ علیہ	کہ حضرت محبوب رب العالمین
و علیؑ کے مسجد اجماع میں ایک مرتبہ وفد	صلی اللہ علیہ وسلم علی آلہ و صحبہ
سوسے تھک چکے تھے ہر مرتبہ چلتے اور	و صحبہ یک باز و بار خستند و
بہشتی گدو بیابان فوادی کہ میں نے	بیدار شدند و ہر بار خستند و
اپنی امت کے ایک گروہ کو دیکھا ہے	در و جسم خفہ فرمودند کہ چاہی
کہ میں جہاد کر رہا ہوں اور ان کی شان	از امتیہان خود را دیدہ ام کہ در
میں (جو غیر صلی اللہ علیہ وسلم نے) فروزا	دریا جہاد میکنند و در شان
ہے کہ	اوشان فرمودہ اند۔



ملوک علی الامیرۃ او  
مثل الملوك علی الامیرۃ۔  
مصدق خواب ثانی ہمیں  
پریدہ و ہر اس پالش بر آئند چنانچہ  
بر تارکج ماناں و حدیث خواناں  
پوشیدہ نیست۔ غایت مانی اباب  
بمسب خوابیسیانی ہنسائی کہ  
داشتہ، بھو مست نکال کر دہ  
بیت الرضای شریک بودند و بر جہ  
نفاق، رضوان اش نصیب اوشاں  
نشد، پریدہ ہم در نفس اکی این  
بشارت محروم شد۔

وہ تخت نشین بادشاہ ہیں پادشاہت  
نشین بادشاہوں کی طرح ہیں۔  
دوسرے خواب کا مصداق یہی  
اور اس کے ساتھی تصور میں آئے چنانچہ  
تاریکج جانتے والوں اور حدیث پڑھنے  
والوں پر پوشیدہ نہیں ہے نہایت۔  
نیزادہ اس بارے میں پوشیدہ و خوابی  
کے باعث کہ پریدہ نکلتا تھا متفق  
طرح جو کہ مسب رضوان میں شریک تھے۔  
نفاق کی وجہ سے اش کی خوشنودی ان  
نصیب و برائی، پریدہ بھی اس بشارت  
کا نصیب سے محروم رہا۔

در تحقیق و اثبات شہادت امام حسینؑ و کردار پریدہ“ تالیف فارسی محمد قاسم نانوتوی باقی دارالعلوم دیوبند،  
اردو ترجمہ پروفیسر انوار الحسن شیر کوٹی۔ ناشر تحریک خدام اہل سنت و الجماعت کرم آباد و حدوت روڈ۔ لاہور۔  
دوسری مثال :-

دیکھئے ایک طرف مولف تاریخ اسلام عبد الرحمن شوق صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق  
قسطینہ پر حملہ کرنے والے لشکر کو امیر یزیدؑ کی ماتحتی میں روانہ کیا گیا اور دوسری طرف امیر یزیدؑ کو پلید شریانی اور زانی بھی لکھتے ہیں۔

۵۲۶

تاریخ اسلام

قسطینہ کا حملہ و غارت  
کاہن گزائی دکھانے اور ہادی اسلام حضور پر نور آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق قسطینہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا۔ اور اس میں ہر اپنے بڑے بھائی  
سپہ سالار نظر کر کے اپنے پیشو یزیدؑ کی ماتحتی میں روانہ کیا گیا۔

۵۰۸

تاریخ اسلام

یزیدؑ کی مدد کے لئے  
ساتھ آئے۔ عمرہ ۵ سال  
اس نے باپ کا جانشین بنایا۔ یہ اگرچہ زمین فوجیوں کا تھا لیکن  
یہ زمین اعلان سے اسے ظالم و جاہل اور معزور و سرکش بنا دیا تھا۔ منہ پر چمک کے  
داروغہ اور چوہے سے وحشت کے آثار ہو رہے تھے۔ ریشمی اور زریں لباس پہنا

تھا۔ شرب کا عادی اور زانی تھا۔

تاریخ اسلام جلد سوم ص ۵۲، ص ۵۰۸، تیسواں ۲۴ ایڈیشن

مولف عبد الرحمن شوق، ناشر حاجی ملک دین اینڈ سنز لاہور۔

اب امت مسلمہ کے متفق علیہ عالم اور علمی شخصیت ”ابن کثیر“ کی عبارات بھی یزیدؑ کے بارے میں دیکھ لیں کیونکہ امیر حزب اللہ  
ہر نزدیک یہ بھی ”آئندہ ثلاثہ“ کی طرح معصوم ہیں اور آپ نے ان کے متعلق بھی بڑے درد کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے۔

ابن تیمیہؒ انہم اور ابن کثیر کا شمار بھی ان ہی بدتمت اور بدعتیہ لوگوں میں کیا جائے











قال : منافع بن أحمد بن حنبل : قلت : لا : إن قوما يقولون : إنهم  
 يجهلون يزيد : قال : يا أبا عبد الله : علي بن عبد الله : بلغه واليهم  
 الآخر : قلت : يا أبا عبد الله : لا قلت : قال : يا أبا عبد الله : رأيت أبا عبد  
 الله : لمن أضاف ؟

وروي عنه قيل له : أنشئت الحديث عن يزيد بن معاوية ؟ قال : لا :  
 ولا كرامة : أو ليس هو الذي فعل بأهل المدينة ما فعل ؟

فتاویٰ ابن تیمیہ ۴۱۰ تا ۴۱۳ ج ۳

متوجہ :- جب اہل مدینہ نے ان کی بیعت توڑ دی اور ان کے حکام و اہل کو باہر نکال دیا تو انہوں نے ان کی طرف لشکر بھیجا  
 اور اس کو حکم دیا کہ تین دن تک ان کو اطاعت کی طرف بلانا اور اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کر کے تین دن تک  
 مدینہ کو مباح کر لینا۔

یزید کے لشکر نے تین دن تک مدینہ النبی کو مباح قرار دیا قتل و غارت لوٹ کھسوٹ اور عورتوں کی عصمت دری  
 اور آبروریزی کرتے ہیں۔

پھر اس نے مکہ شریف کی طرف لشکر بھیجا اس نے مکہ کا محاصرہ کیا۔  
 اور اس حالت میں کہ لشکر نے مکہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا یزید کی وفات ہو گئی۔

اور یہ وہ ظلم ہے اور عدوان ہے جو یزید کے حکم سے وقوع پذیر ہوا۔ اور اسی وجہ سے عقیدہ ہے کہ اہلسنت کا  
 اور امت کے اماموں کا نہ کہ اس کو برا بھلا کہا جائے اور نہ اس سے محبت کی جائے صالح بن احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں نے  
 اپنے والد سے کہا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ وہ یزید سے محبت کرتے ہیں یہ سن کر انہوں نے کہا بیٹا کیا کوئی شخص بھی جو اللہ  
 اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو یزید سے محبت کر سکتا ہے ؟ اس پر میں نے کہا یا جان پھر آپ اس پر لعنت کیوں نہیں کرتے انہوں نے  
 کہا بیٹا تم نے اپنے باپ کو کسی پر لعنت کرتے ہوئے کب دیکھا ہے۔

احمد بن حنبل سے کہا گیا کہ کیا یزید بن معاویہ سے حدیث آپ لکھیں گے۔ کہا نہیں اس کی کچھ وقعت نہیں کیا یہ وہی شخص  
 نہیں کہ محمد نے اہل مدینہ کے ساتھ یہ یہ کچھ کیا۔

احمد بن حنبل کی اس بات کو جو یزید سے محبت نہ کرنے اور اس سے حدیث نہ لکھنے کے بارے میں ہے ابن تیمیہ نے اپنی دیگر کتب  
 میں بھی مختلف مقامات پر دہرایا ہے۔ جس سے ان کی نظر میں جو یزید کا مقام تھا وہ بالکل صاف اور واضح ہو جاتا ہے ان حوالوں  
 کے لئے ان کتب کو بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

۱۔ یزید بن معاویہؓ اردو ترجمہ مع عربی متن ۳۹-۴۰ اردو ص ۶۱

مترجم جمیل احمد شائع کردہ ابن تیمیہ اکیڈمی کراچی  
 ۲۔ مجموعۃ الرسائل الکبریٰ الجز الاول ص ۳

۳۔ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۴ ص ۴۳ جلد ۲۷ ص ۵۵

ادب یزید کے کردار کو داغ دار بنانے کے لئے کتب اسماء الرجال میں احمد بن حنبل کے قول کی آخری ضرب ملاحظہ ہو۔

۹۷۵ - یزید بن معاویہ بن ابی سفیان الأموی - دوی عن ابیہ - و عن ابیہ

عمر - و عبد اللہ بن مروان - مدوح فی عدالته - لیس بأهل الزور سے

وال احمد بن حنبل - لا یسأل ان یروی عنہ بین ان الاختلال جلد ۴ ص ۴۴







کے علمبردار امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور جماعت المسلمین کا امام ابن تیمیہ بھی کر رہا ہے تو پھر کیوں نہ لوگ اپنے اولیاء اللہ و صالحین کی قبروں پر کرامات کے لئے اس سے دلیل پکڑیں ابن تیمیہ نے تو پوری شدت کے ساتھ اس باطل عقیدے کا پرچار کیا ہے کہ مرد کے قبر پر اگر اس کا کوئی شہناسا سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی روح کو لوٹا دیتا ہے وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

اس کے حوالے کے لئے مندرجہ ذیل کتب دیکھیے۔

زیادۃ القبور	(اردو ترجمہ)	۱۵	ناشر اقبال بک ڈپو صدر کراچی
زیادۃ القبور	(اردو ترجمہ)	۲۵	ناشر دار السلفیہ شش محل روڈ لاہور
الوسیلہ	(عربی)	۱۵۰	ناشر دار العربیہ بیروت
الوسیلہ	(اردو ترجمہ)	۳۸	ناشر الهلال بک ڈپو لاہور
الوسیلہ	(اردو ترجمہ)	۲۴۵	ناشر ادارہ ترجمان السنۃ ایک روڈ۔ لاہور
الوسیلہ	(اردو ترجمہ)	۳۳۱	ناشر اسلامی آئیڈی لاہور
اقتضای العراض المستقیم (عربی)		۳۳۶	ناشر دار السلفیہ شش محل روڈ لاہور
اقتضای العراض المستقیم (اردو ترجمہ)		۱۴۳	ناشر مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی
المجواب الباہر (اردو ترجمہ)		۱۶۲	ناشر مکتبۃ الدعوة پاکستان

روضۃ اقدس کی زیارت (اردو ترجمہ) ص ۱۹۲، ۱۹۵، ۱۹۶، ۲۵۶، ناشر ادارہ ترجمہ و تالیف الاشاعت والتبلیغ فیصل آباد  
فتاویٰ ابن تیمیہ (جلد ۲۴ جلدوں پر مشتمل) (عربی) جلد ۴ ص ۲۹۵، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۱۷ - (جلد ۲۹ قیدم جلدوں پر مشتمل ہے)  
۳۳۱ ۲۴

۱۵، ۲۷، ۳۹۵، ۳۰

یہ حوالے تو صرف ایک غیبت کے بارے میں ہیں اس کے علاوہ جو مواد ابن تیمیہ نے قبر پرستی کے کفر و شرک کو پھیلانے کے لئے ہتھ کیا ہے اور لکھا ہے کہ مردہ قرأت اور دوسری آوازیں سنتا ہے۔ قبر کے پاس اچھا اور بُرے کام کرنے سے اسے خوشی یا تکلیف ہوتی ہے ان دنیاوی قبروں میں عذاب ہو تا ہر لوگوں نے سنا اور دیکھا ہے "مردوں پر ان کے عزیز و اقارب کے اعمال پیش ہوتے ہیں" اس کے علاوہ کشف و کرامات کے جھوٹے اور من گھڑت واقعات کو بالکل صحیح اور حق مان کر جس طرح سے صوفیت کا کھلا پرچار کیا ہے اس کی تفصیل انشاء اللہ اس مضمون کی دوسری قسط میں پیش کی جائے گی۔

ابن تیمیہ اور آئمہ و علمائے امت کے انہی عقائد کو جو حید خالص قسط دوم مضمون و درو مندی کے ساتھ قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کر کے باطل ثابت کیا گیا ہے۔

لیکن بجائے اس کے کفر و شرک کے ان عقائد کو پھیلانا گنت انسانوں کو جہنم کی آگ میں لے جانے والوں کی نیکی کی حیاتی خلوص اور درو مندی کی اسس پکار کو ان شخصیات کے بجا دیوں نے جن کو قرآن و حدیث میں "اربا من دون اللہ" کہا گیا ہے نظر انداز کر دیا اور آواز حق کے مقابلے میں اپنی باطل صدائیں بلند کر کے "طاغوت" کی دوستی اور محبت کا حق ادا کر دکھایا۔

لیکن خالص توحید و سنت میں ڈوبی ہوئی درو مندی کی یہ پکار جس کی گونج سے کفر و شرک کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو گیا ہے آخر کار صلیحاً ثابت نہ ہوئی اور اپنے چند ہم آواز پیدا کر لئے۔ دیکھئے ایک اہم حدیث عالم نے جو پوری طرح اس امت مسلمہ کے متفق علیہ عقیدے کا ماننے والا ہے کہ اس قبر میں مردے میں سوال و جواب کے لئے روح لوٹائی جاتی ہے اور درو کے اعمال



فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرتے ہیں اس کے باوجود انہوں نے حقیقت کا اعتراف کر لیا ہے کہ امام ابن تیمیہ اور ابن قیم نے سماع موقی، کشف و کرامات اور صوفیت کا پرچار کیا ہے جو ملاحظہ ہو۔ عبدالرحمن گیلانی صاحب کی تحریر جو انہوں نے اپنا نامہ محدث لاہور دسمبر ۱۹۸۳ء میں اپنے قسط وار مضمون "روح عذاب قبر اور سماع موقی" میں پیش کی ہے اور اسے کئی شکل میں شائع کر دیا ہے۔

امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار

امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار  
امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے اشتہار

روح عذاب قبر اور سماع موقی

روح عذاب قبر اور سماع موقی

روح عذاب قبر اور سماع موقی

محدث ص ۹۵-۹۶  
دسمبر ۱۹۸۳ء

تو یہ تو تھا اس حلیف امیر المومنین یزید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس نام نہاد امت مسلمہ کے خود ساختہ توحید و سنت کے علمبرداروں اور مسلمین کے آئینہ کا معاملہ اب ذرا یزید کے والد محترم چھٹے حلیف امیر المومنین معاویہ کے متعلق بھی مسند احمد کی ایک نادر روایت دیکھ لیں کیونکہ امیر حزب اللہ بڑے فخر سے لکھتے ہیں۔

جو طرح امام بخاری نے حضرت عائشہ سے صحیح بخاری میں

ہند کا واقعہ لاکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خاندان کے ساتھ محبت

کا تذکرہ فرمایا ہے اسی طرح مسند احمد میں بھی اس شیخ امام نے یہ روایت

لاکر ڈاکٹر صاحب کے الزام کا بھٹا بھجور دیا ہے روایت درج ذیل ہے

(ندائے حزب اللہ ص ۲۶)

ایسے محترم امیر صاحب اب آپ ذرا اس روایت کو بھی دیکھ لیں کہ مسند احمد کی یہ روایت کو سا انکشاف کر رہی ہے اور کس سے منبر پر زور دار علما نچے اور ایک بہت بڑا تازیانہ ہے

حدثنا عائشہ

حدثنا عائشہ  
حدثنا عائشہ  
حدثنا عائشہ  
حدثنا عائشہ  
حدثنا عائشہ  
حدثنا عائشہ  
حدثنا عائشہ  
حدثنا عائشہ  
حدثنا عائشہ  
حدثنا عائشہ

مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۷

سوجھ بوجھ عبداللہ بن برید کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد معاویہ کے پاس گئے معاویہ نے ہم لوگوں کو فرشتے پر بٹھایا پھر کھانا آیا ہم سب نے کھایا پھر چینی کی چیز آئی معاویہ نے خود پی اور میرے باپ کو انڈیل کر دی پھر کہا کہ جس دن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم





نے اسے حرام کیا ہے۔ (آج کے علاوہ) میں نے کبھی نہیں پی سچا معاویہؓ نے کہا میں قریش کا حسین و جمیل جوان تھا اس وقت میں کسی چیز میں ایسی لذت محسوس نہ کرتا تھا جس شراب میں۔ سوائے دودھ اور ایسے شخص کے جو خوش بمانی کے ساتھ مجھ سے باتیں کرے۔

ادب امیر حزب اللہ کی خدمت میں انکے ایک اور بزرگ ابن حجر کی تحریر سے جو انہوں نے فتح الباری میں ابن جوزی کے حوالے سے پیش کی ہے یاد رہے کہ ابن جوزی کے حوالے سے امیر حزب اللہ صاحب نے اپنی تالیف "احمد بن حنبل" میں مختلف مقامات پر دیتے ہیں، انہی ابن جوزی سے احمد بن حنبل کے "ارشادات" جو انہوں نے معاویہ کے لئے صادر فرمائے ہیں پیش خدمت ہیں تاکہ پوری طرح مسند احمد کی اس مندرجہ بالا روایت کا پس منظر واضح ہو جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ کے بزرگ ابن حجر کا نقطہ نظر معاویہ کے بارے میں سامنے آجائے اس لئے کہ وہ ایک محدث اور بخاری کے سب سے بڑے شارح مانے جاتے ہیں۔ تاریخ میں ان کی کتاب "الاصابہ" شہرت رکھتی ہے اسامہ الرجال کے فن کی انتہا ان تک ہے۔

ابن ماجہ اثنا عشر مہر محدث مورخ اور اسماء الرجال کے فن کے ماہر جس کی کتب اسماء الرجال کے فن کی انتہا مافی جاتی ہیں ایسی روایت کو معاذیہ کہنے ذکر میں آخری حروف کے طور پر فیصلہ کن انداز میں نقل کرتا ہے تو اب اس کی تمام تر ذمہ داری ان ہی پر ہے۔  
اب یہ روایت کن کے مندر ایک زوردار طمانچہ اور ایک بہت بڑا تنازعہ ہے امید ہے کہ امیر حزب اللہ اس سلسلے میں کئی امت کی رہنمائی فرمائیں گے۔ ملاحظہ ہو ابن حجر کی سحر سر۔

[illegible]

تَرْجَمَه

اور اب امیر حزب اللہ کی ایک نادر تحریر کا شامہکار جو انہوں نے اپنے رسالے کے صفحہ ۳۲ پر پیش کیا ہے۔

المحقق علامہ ابن حزم <sup>۳۸۴ھ</sup> ۵۴۰ھ سے اقتباسات

منہاں سچ مراد کو مجروح قرار دینے کے لئے ڈاکٹر عثمانی صاحب نے علامہ ابی مریم محمد قلی سبزواری اور تہذیب المتشرق کے حوالے سے توہید و امن مسئلہ پر موعظہ قرآن و حدیث کی ایسی حیرت انگیز جملہ مصحفیہ سیر اور ۲۶ پرہیز راقطہ انہیں۔  
و ان الاغصاء۔۔۔ نقد کفر راجع الی عبد شمس صفحہ نمبر ۱۰۰

یہی اسی حزم الملتی جلد ۱ صفحہ نمبر ۲۰۷ پر ہیں رقمطراز ہیں۔  
وان الا نفس... نقد کفر الملتی جلد ۱ صفحہ نمبر ۲۰۷

شعب معراج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ صالحین کی ارواح معصوف آسمان کے درمیان حجاب و پروردگاروں کی رحمت میں ایک ایک جانب سے آسمان پر تھیں۔ فرشتے انہیں  
جی اور نبی دوسرا جہان پر رزق میں منتقل ہوتی ہیں۔ بخلاف انہی جو زندہ جہان کا شعور و حسیات میں یا بدو میں تانیات زندہ قائم رہیں گی جہنم کی جزا و سزا کے  
کے لئے ان کے اجساد میں شکار یا جیگا البتہ انبیاء و عظیم اسعہ و شہداء و مومنین کا معاملہ مختلف ہے کہ خود رقی و انبیا است اور وہ برحق عیش و راحت میں ہیں اور جو شخص یہ قیعدہ رکھتا ہے  
کہ وہ میں ان اجساد کو جو زندہ جہان پر رزق میں منتقل ہو جاتی ہیں وہ برا کھنہ کا ہے۔

اس حدیث سے عیاں ہوتا ہے کہ حکیم چھوٹنے کے بعد بھی روح بن علم و شعور اور اصل اس کی فرتہ باقی رہتی ہے باقی بری بیات کہ ارواح کو دوسرے اجسام پر رہتی ہیں منتقل کیا جاتا ہے تو یہ اصحاب متنازع کا مسئلہ ہے جو بعد ازیں امام کے فقہ ایک نظر ہے :

(نقلات حزب اللہ)

انقلاب حزب الله



اللہ تعالیٰ ظالموں کو ڈھیل تو دیتا ہے لیکن اس کی پکڑ انتہائی شدید ہے دیکھتے امیر صاحب اللہ تعالیٰ نے کس طرح آپ کی اس تحریر کے ذریعہ آپ کی شخصیت کو بے نقاب کر دیا ہے آئیے ذرا اپنی پیش کردہ تحریر کے اس حصہ کو غور سے دیکھئے۔  
 شعب معراج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ صالحین کی اوضاع سنت اور عبادت کے دائیں جانب اور بدکرداروں کی زمینیں ان کے بائیں جانب پہلے آسمان پر ہیں۔ رئیس نصاب اول  
 ہیں اور وہی دوسرا جہنم برزخ میں منتقل ہوتی ہیں۔ بخلاف انہیں وہ زندہ ہوا کہ باخود میرٹز میں یا بدعت میں تائیدت زندہ رہیں گے بھرت یا بھرت کی مراد منور  
 کے لئے ان کے اجسام میں نور یا جلیقہ

محترم آپ اپنی کتب میں اور آپ کی طرح آج کا ہر مسکن گروہ اور جماعت اسی بات کا تو پر چاڑا اور دفاع کر رہی ہے کہ اس دنیاوی قبر میں  
 روح دوبارہ اس فقیر جسم میں سوال و جواب کے لئے لوٹائی جاتی ہے اور اسی قبر میں اسی جسم کو عذاب و ثواب ہوتا ہے لیکن ابن حزم تو اگر ایک طرف  
 آپ کی پیش کردہ تحریر کے مطابق دوسرے برزخی اجسام کا انکار کر رہے ہیں تو دوسری طرف وہ یہ عقیدہ رکھتے ہوئے بیان کر رہے ہیں کہ اس جسم  
 سے روح نکل جانے کے بعد قیامت سے پہلے اس مردہ جسم میں نہیں لوٹائی جائے گی اور یہی وضاحت تو مندرجہ بالا عبارت میں کر رہے ہیں کہ اب  
 مرنے کے بعد بھی روحیں برزخ میں آسمان پر چلی جاتی ہیں اور روح ہی سے سوال و جواب اور اس پر عذاب و ثواب ہو گا۔  
 تو ابن حزم کی اس عبارت کو پیش کر کے جہاں آپ نے ابن حزم کی بات کی پوری تائید کر دی ہے۔ کہ روح مرنے کے بعد اس مردہ جسم  
 میں نہیں لوٹائی جائے گی۔ وہیں آپ نے اپنی تحریر سے سارے مسکن گروہوں اور جماعتوں کے اس عقیدہ کو کہ مرنے کے بعد اس جسم میں  
 ہی قبر میں سوال و جواب کے لئے روح لوٹائی جاتی ہے رد کر کے غلط ثابت کر دیا ہے۔ دیکھا محترم امیر صاحب  
 قدرت نے کتنا سخت انتقام لیا ہے آپ سے اب آپ کی اور آپ کے پیرو کاروں اور حامیوں کی خدمت میں ابن حزم کی تحریر کے  
 اعتبارات پیش ہیں تاکہ آپ کی پیش کردہ ابن حزم کی تحریر پر رے طور پر واضح اور صاف ہو جائے۔  
 ڈاکٹر عثمانی صاحب نے تو صرف ان کا قول اسماء الرجال کی کتب سے پیش کیا ہے ابن حزم کی تحریر کو آپ کی طرح اپنی تائید میں  
 پیش نہیں کیا آئیے ابن حزم کی تحریر دیکھئے تاکہ اس سے آپ کی شخصیت کا اصل رخ بھی واضح ہو جائے اور وہ یہ کہ آپ کا نہ تو کوئی عقیدہ  
 ہے اور نہ کوئی نظریہ۔

عل وکل ابن حزم اندلسی ۴۱۵ جلد دوم

یہ حق ہے اور عذاب قبر کو رد نہیں کرتا۔ اس لئے کہ قند و عذاب و سوال قبر کو  
 صرف روح سے ہو گا جب وہ جسم سے جدا ہو جائے گی جو روح کے نکلنے کے بعد ہو گا خواہ  
 اسے قبروں رکھا جائے یا نہ رکھا جائے۔ برہانی یہ آیت ہے۔ "وہ تری اذا الظلوف  
 فی ظلمات الموت والمثلثة باسماؤ الایم۔ اخرجوا انفسکم الیوم تغزوا  
 عذاب الیوم بما کلتکم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم من آیاتہ تستکبرون  
 (اور اگر آپ دیکھیں جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں پوتے ہیں اور فرشتے اپنے  
 ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں۔ کیا یہی جائز ہو گا۔ آج تم کو ذلت کا عذاب ہو گا اس سبب سے  
 کہ تم اللہ پر ناحق باتیں بناتے تھے اور اس کی آیات سے تکبر کرتے تھے)۔ ہذا فی القیامت  
 واعد موت ہو گا اور یہی عذاب قبر ہے۔ اور فرمایا ہے "انما توفون احدکم الیوم القیامتہ  
 (تھا رہے پورے اجرو ثواب توفیق مت ہی کے روز دیے جائیں گے)۔ فرعون والوں کے  
 متعلق فرمایا ہے "انما دفعضون علیہا عذابا وادعیہ۔ ویدم قوم الساعة ادخلوا  
 آل فرعون اشد العذاب" (ان لوگوں کو صبح و شام تک پیش کیا جاتا ہے اور  
 جس روز قیامت قائم ہوگی (تو مکہ دیا جائے گا کہ) فرعون والوں کو سخت ترین عذاب میں

عل وکل ابن حزم اندلسی ۴۱۶ جلد دوم

و داخل کرو۔  
 یہ ایک پریش کرنا عذاب قبر ہے۔ اس کو عذاب قبر میں اس لئے کہا گیا اور  
 قبر کی طرف منسوب کیا گیا کہ اکثر مردوں میں دستور یہی ہے کہ انہیں قبر میں دفن کیا  
 جاتا ہے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ ان مردوں میں وہ بھی ہوتے ہیں جنہیں دہم





کہا جاتا ہے۔ اور جو غرق ہو جاتے ہیں اور انہیں دریائی جانور کھا جاتے ہیں اور جو چل جاتے ہیں اور جو سوئی پر چڑھ جاتے اور لٹکا دیے جاتے ہیں۔ اگر وہ انہیں اس شخص کے اعزاز کے مطابق پوتا جو یہ گمان کرتا ہے کہ عذاب اس کی طرف وسموئی پیریں ہوتا ہے تو ان مردوں کے لیے نشتہ ہوتا۔ عذاب قبر اور نہ سوال۔ نعمہ باللہ من ہذا۔ بلکہ ہر میت کے لیے نشتہ ہوتا۔ ان کی ضروری ہے اور اس کے بعد قیامت تک کے لیے ضرور ہے یا سخی۔ پھر قیامت کے روز ان کو ان کے اجر دینے جائیں گے اور یہ لوگ جنت یا دوزخ میں منتقل ہوں گے۔

بعض بدن سے بچنے کے بعد قیامت تک جس مقام میں مقیم ہوتی ہے وہی اس کی قبر ہے۔

چونکہ گمان کرتا ہے کہ میت کو اس کی قبر میں زندہ کیا جاتا ہے تو یہ غلط ہے۔ اس لیے کہ مذکورہ بالا آیات اس سے روکتی ہیں۔ مگر ایسا ہوتا تو ہم اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ زندہ کیا اور تین مرتبہ موت دی۔ اور یہ باطل اور خلاف قرآنی ہے۔

مل نخل ابن حزم اندلسی ۴۱۶ جلد دوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محسنی صبیح حدیث میں یہ ہر گز نہیں آیا کہ مردوں کی ارواح سوال کے وقت ان کے ایام میں واپس کر دی جاتی ہیں۔ اگر آپ سے ثابت ہوتا تو ہم ضرور اس کے قائل ہوتے۔ چوں کہ یہ ثابت نہیں ہے کسی کو اس کا قائل ہونا جائز نہیں۔ اور احادیث مذکورہ بالا اور ان کا خلاف جلیس ہیں صرف۔

مل نخل ابن حزم اندلسی ۴۱۸ جلد دوم

سندھ ابن مردودہ روایت کیا ہے جو قوی راوی نہیں ہے۔ اس کو شب و غیرہ نے ترک کر دیا ہے۔ تمام صحیح احادیث اس کے خلاف ہیں۔ جو ہم نے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ثابت ہے۔ اس کے خلاف کسی صحابی سے بھی ثابت نہیں۔

اسناد ابن عمر نے منہ مذکورہ کہ ارواح اللہ کے یہاں ہیں اور دھڑک رہی ہیں انہیں ہیں۔ اور ابن مسعود نے یہ کہتے ہیں کہ حیات و موت و مرجع ہے اور یہی ہمارا قول ہے۔ و باللہ تعالیٰ المتوفیق۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت ہے کہ آپ نے شب و صبح میں مومن علیہ السلام کو ان کی قبر میں کھڑے ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ آپ نے یہ بھی جبراً کہ آپ نے انہیں پچھلے یا ساتویں آسمان میں دیکھا۔ کوئی شک نہیں کہ آپ نے بعض ان کی روح دیکھی ان کا جسم و تنگ نہ کہ میں پوشیدہ ہے۔ لہذا اس بنا پر ہر روح کا مقام قبر کھانا ہے۔ وہیں اس پر عذاب کیا جاتا ہے اور وہیں سوال ہوتا ہے جہاں وہ ہوتی ہے۔ و باللہ تعالیٰ التوفیق۔

مل نخل ابن حزم اندلسی ۴۱۹ جلد دوم

بعض نے اصرار کیا ہے اگر عذاب ارواح کے بارے میں احادیث صحیح ہوں تو حیات جسم کے ان کم از کم جزو کی طرف واپس کی جاتی ہے جس کا تجزیہ اور

مل نخل ابن حزم اندلسی ۴۲۰ جلد دوم

جسے حضرت زکریا کہیں۔ اور اسی جیسے پر عذاب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ دوسری حالت ہے اور یہ ایسے دعوے ہیں جو انتہائی ضلالت ہیں۔

مل نخل ابن حزم اندلسی ۴۲۳ جلد دوم

اور وہ بزرگ ہے جہاں موت کے بعد ارواح واپس کر دی جاتی ہیں



اگر کوئی کاوش میں جس طرح چاہتا ہے اسٹان لیتا ہے پھر انہیں دعات دیتا ہے پھر اسے اسی  
 برقع کی طرف واپس کر دیا جاتا ہے جس میں آپ نے شب معراج میں آسمان دنیا  
 کے پاس اردو کو اس طرح دیکھا کہ اہل سعادت کی اردو آدم علیہ السلام کی دینی  
 طرف اور اہل شقاوت کی اردو ان کے بائیں طرف تھیں۔ یہ عتا صریح سلسلہ  
 منقطع ہوئے کے بعد ہوتا ہے۔ انیہ علیہم السلام اور شہداء کی اردو فرشتوں  
 میں چلی جاتی ہیں۔ اسحاق بن راہویہ سے مروی ہے کہ جو مجسم نے کہا بیعت بھی  
 قول انہوں نے بھی بیان کیا۔ اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔

۱۰ الملل والنحل جلد دوم تالیف ابن حزم اندلسی، مترجم عبداللہ عبادی ناشر دارالطبیع جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن  
 نوٹ: یہ ترجمہ اب میر محمد متیب خانہ آرام باغ کراچی کے شائع کر دیا ہے۔

## فقہ اکابر

امیر حزب اللہ اپنے رسالے کے صفحہ ۳۲ پر فرماتے ہیں۔

الحکمر صاحب کے فتوے کی بنیاد امام اہل  
 السنۃ کے خلاف بنام مسدود کی درج ذیل مہلت قرار پائی ہے جس کو مکرر  
 نے تکلیف الصدور مصنف محمد سر فراز صفدر صاحب سے اپنے گنا بچے کا غیر  
 صفحہ ۲۹ پر نقل فرمائی ہے۔

تکلیف الصدور کا مذکور بالا محکمہ مکرر صاحب کو نظر آیا لیکن اسی تکلیف الصدور پر ایک سرخی صوفی صوفی ۱۵۳۲ء کو صوفیوں نے مشہور و معروف کتاب مکرر کی سند پر ذیل مہلت  
 سے جو عمل ہو چکی ہم اس کا محکمہ بھی مکرر صاحب کی بیرونی کرنے جو ہے تکلیف الصدور سے بن دین میں دوسرا ہے۔

ومعاذہ اللہ العلیٰ وعلیہ فی ذلک وجہ

وقفہ وہاں سے اکثر لعل ن الطائر

بعد از مکس رازر صاحب کے سلسلے میں کیا جب کراہی احمد بن منیل کے ساتھ ساتھ امام ابو حنیفہ پر بھی مشق ستر جہوں ہوئے اور تحقیقی معزز میں احمد بن شافع حزب نے  
 ہمارے سے ان غرض سے۔ بنو ایک چاہو رہے ہیں۔ (دندائے حزب اللہ ص ۳۳)

محترم امیر صاحب آئیے اس کی وضاحت بھی دیکھ لیں ان کی تحریر کے آئینے میں جن کے حوالے آپ کے اسی رسالے میں  
 دیئے گئے ہیں۔

آپ نے اپنے رسالے کے سرورق کے دوسرے صفحہ پر اور آخری صفحہ پر ابو زہرہ مصری کی کتاب حیات امام احمد بن منیل کے حوالے  
 نقل کئے ہیں جس کے مترجم رئیس احمد جعفری ہیں۔

تو محترم امیر صاحب آپ کی خدمت میں ابو زہرہ مصری کی کتاب حیات حضرت امام ابو حنیفہ کے اقتباسات پیش خدمت

فقہا کی نسبت ابو حنیفہ کی طرف کہاں کرتے ہیں  
 جانب میں غلطی ہوئی ہے۔ اس پر علماء میں مشق نہ ہو سکے اور کسی کے اتفاق کا نہ ہو  
 جو ہے کیا بیان کہ کہ آپ کے گروہ میں ان کا کہہ سکتے اور کہہ سکتے ہیں دوست آندہ رکھنے والے  
 میں اس کا کوئی دھڑکتا نہیں ہو سکتا۔

شکر اور سبیل علم کے نزدیک آدھرت ہے۔

پہلی فقرہ کی نسبت امام حنیفہ کی طرف







اس کتاب سے اردو کا مطالعہ اور مطالعہ کے ہر افسانہ لاکھوں شائق ہوتے، نہایت خوب  
تعمیل ہے کہ اہم صاحب کی کئی تصنیف موجود ہوئی اور کتنے بڑے گروہ میں  
اس کا نام ملک دیا جاتا، علم حقائق اور اس کے مستفاد بہ بڑی بڑی کتابیں مثلاً  
صداقت، خراج مکتبہ، خراج سرائت، گل و گل وغیرہ تصنیف ہوئیں۔ ان میں  
کبھی اس کا ذکر ملک نہیں ہے اس کتاب کی جس قدر خیریں بریں صبا، شعریں  
صدی صبا اس کے بہ بریں، اس کے مطالعہ اور مطالعہ کی جو اس کتاب کے بارے میں  
حدیث و روایت ہیں چند لڑتے نہیں ہیں، کتب اقبال پر ان کی نسبت محنت  
نے نہایت محنت و کوشش کی ہے اگرچہ ان کی کوشش تیس نہیں کرتا۔ تاہم  
ایک ایسی مختصر کتاب جس کا اثر و حریت اور مطالعہ کی کی روایت پر منحصر ہو، مثلاً  
اقبال پر قابل تیس نہیں ہو سکتی۔

سیرت آئمہ اربعہ - رئیس احمد جعفری (حصہ ۹۲ سے ۹۳)، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنٹر (طبع دوم)

عمر امیر صاحب آئے فزار رئیس احمد جعفری کی کتاب میں احمد بن حنبل کے خط کی تحریر بھی دیکھ لیں جو انہوں نے مدت کے نام لکھا۔ اس خط کو انہوں نے ابن خوزما کے حوالے سے لکھا ہے اسی لئے ہم اسے آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں کیونکہ جس طرح آیتانے فرمایا ہے کہ

تسکین العذر کا مسئلہ بالا مکمل ڈاکٹر صاحب کو نظر آیا لیکن اسی تسکین العذر پر ایک نیا ہیضہ صغیر ۱۳۵۲ء اور ۱۳۵۳ء میں شہر و معروف کتاب نظر آیا کہ سند جزیں بعد از تصدیق  
 ہے اور جس پر لکھی ہم اس کا تسکین ہی ڈاکٹر صاحب کی بیرونی کرنے ہوئے تسکین العذر سے جو یہی وہی وہی ہے۔  
 ندائے حزب اللہ ص ۳۳  
 تو آپ کی خدمت میں بھی یہی بات عرض ہے کہ ابن جوزی کی مناقب احمد بن حنبل سے احمد بن حنبل کے بارے میں اقوال تو آپ کو  
 نظر آگئے جن کو آپ نے اپنی کتاب ۱۰ امام احمد بن حنبل میں نقل فرمایا ہے لیکن سند کے نام کا خط اور اس میں تحریر عقیدہ نظر نہ آیا آپ کی  
 بیرونی کرتے ہوئے ابن جوزی کا حوالہ پیش خدمت ہے۔

امام صاحب کا عقیدہ

ابو العزیز ابن الجوزی نے اپنی سند سے حضرت امام احمد بن حنبل کا خط نقل کیا ہے۔ جسے امام صاحب نے اپنے شاگرد مسدود ابن سرمد کے نام ان کے ایک مولیٰ کے جواب میں لکھا تھا اور جو در حقیقت امام صاحب کے حقائق کا صحیح آئینہ ہے۔ ابو بکر احمد بن محمد البیرونی انہیں جو ابن الجوزی کی سند کے آثار و اشیاء میں بیان کرتے ہیں، مگر مسدود ابن سرمد جب روانہ ہوئے تھے، معتزلہ کے فتنے اور غلو قرآن مجید مسائل کی عام بحثوں اور نہ سچنے والی گفتگو میں پڑ کر بہت چکرائے تو انہوں نے حضرت امام کے نام ایک خط لکھا جس میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریح سنت مبارکہ کی تعلیم چاہی اور اس کے معلوم کرانے کی فرمائش کی۔ حضرت امام اس خط کو دیکھ کر روئے اور فرمایا یہ جبری مسدود ابن سرمد ان خیال کرتا ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنت معلوم کرنے کے لیے بے شمار دولت صرف کی ہے۔ اور پھر کچھ میں معلوم نہ کر سکا ہوں اس کے بعد ذیل کا جواب لکھا۔



إيمان بالخلق والشفاعة، والإيمان بالعرش والكبرياء، والإيمان  
بالنور والعتيق والارواح، والإيمان بالارواح والارواح والارواح  
على والتوحيد والرسالة

أما رخص وشقاوت ومن كسى اربك موت كى رخص كى رخص بار  
ہے۔ اور یہ کہ رخص پھر جم ہی رہائی جاتی ہے۔ اور اس سے توجہ و تہمت کے  
محقق سوال کیا جاتا ہے

مناقب احمد بن حنبل - ابن جوزی ص ۱۶۷ تا ۱۶۹

سیرت اکبر اربعہ رئیس احمد جعفری ص ۵۵ تا ۵۶

مناسب معلوم ہوتا ہے امیر صاحب کہ آپ کی خدمت میں ایک اور حوالہ بھی نقل کر دیں آپ نے ابن جوزی کی کتاب "مناقب  
احمد بن حنبل کی طرح بہ طبقات الکناہل" سے بھی احمد بن حنبل کے بارے میں اقوال اپنی کتاب "احمد بن حنبل" میں نقل کر دیئے  
لیکن مدد کے نام احمد بن حنبل کا خط اور ان کا عقیدہ آپ کو نظر نہ آیا اسے بھی دیکھ لیں۔

والايمان بالخلق والشفاعة، والإيمان

بالنور والعتيق والارواح، والإيمان بالارواح والارواح والارواح

على والتوحيد والرسالة

طبقات الكناہل الجزء اول ص ۳۰ (ترجمہ مسدوسین عربیہ)

للشافعي ابن الحسين محمد بن ابی دعلی (مطبعتہ السنۃ المجدیہ)

طبقات الکناہل میں احمد بن حنبل کے اس خط اور عقیدہ کو اسی حاشیہ لکھنے والے محمد حامد الفقی اور اسی ادارے اور ناشر نے  
جس نے کتاب الصلوة کو شائع کیا ہے کتاب الصلوة کے ساتھ دالہ کر دیا ہے جیسا کہ اس نے اس کتاب میں ص ۱۶۷ پر وضاحت کر دی

وقد ثبت في السنة في الباب الامام احمد ورجاء الله  
بأنه لا ينكره منها

مترجمہ :- اور میں نے احمد بن حنبل کے منتخب عقیدہ کو کتاب الصلوة کے ساتھ ضم کر دیا ہے اس امید پر کہ اس سے نفع اور فائدہ  
حاصل ہو۔ (مقدمہ کتاب الصلوة محمد حامد الفقی ص ۳۰)

اور اب امیر صاحب اپنے استاد شاہ بدیع الدین راشدی صاحب ہر آفت جہند اشریت کا حوالہ بھی فقہ اکبر کے بارے میں  
دیکھ لیں آپ نے ان کی کتاب "توحید خالص" سے توجہ والہ اپنی کتاب "ضمیمہ پختہ کے" میں ص ۱۶۷ پر نقل کر دیا لیکن اسی کتاب "توحید خالص"  
مقدمہ میں ان کی تحریر فقہ اکبر کے بارے میں آپ کو نظر نہ آئی آئی ہے ہم آپ کو دکھائیں۔

## مذہب اکبر اربعہ

نیز اکبر اربعہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام ذہبی نے کتاب العلویین چاروں ائمہ سے ثابت کیا ہے۔  
مسک امام ابو حنیفہ :- فاما الامام ابو حنیفہ ذہبی نے امام ابو حنیفہ کا مذہب بروایت ابو مطیع بلخی  
نقل عن ابی مطیع البلخی صاحب الفقہ الاکبر صاحب الفقہ الاکبر بیان کیا ہے

## زوائد عبد اللہ

اب امیر حزب اللہ کی ایک زالی ادراجمونی تحقیق بھی دیکھ لیں جو آپ نے عبد اللہ بن احمد بن حنبل کی چار روایتوں کے بارے



میں فرمائی ہے گویا آپ نے بہت بڑا انکشاف کیا فلاکٹر عثمانی صاحب کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ یہ احمد بن حنبل کی روایات میں یا ان کے بیٹے عبد اللہ کی۔

ڈاکٹر عثمانی صاحب نے عبد اللہ کی روایت کے آگے کہیں یہ نہیں لکھا ہے کہ احمد بن حنبل یہ روایت لائے ہیں بلکہ ہر جگہ اس کے آگے لکھا ہے کہ مسند احمد کی روایت یہ بیان کرتی ہے اور ہر روایت کے ساتھ پوری سند بھی نقل ہے کہ آپ جیسے انسان لوگوں کو دھوکہ نہ دے سکیں۔

محترم امیر صاحب آپ اور آپ کی طرح احمد بن حنبل کے پیچاریوں کا یہ ہی توارشاد ہے کہ ان پر فتویٰ لگانے کے بعد منہ احمد ٹھکانے لگ جائے گی تو محترم آپ کو اور دنیا کو بھی حقیقت دکھانا تھی کہ جہاں اس منہ احمد میں ہر مکتبہ فکر کی تائید کے لئے مواد موجود ہے وہیں اپنے اندر یہ رافضیت کا کتنا انمول قیمتی اور بیش بہا سرمایہ سمیٹے ہوئے ہے اور سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ اس میں جو کئی یا کمرہ گئی تھی وہ باپ کے سعادت مند بیٹے اور ہونہار شاگرد عبد اللہ بن احمد بن حنبل کے ذریعہ پوری ہو گئی۔

اور ہر دور میں اس مسند احمد کو تحفظ دیا جاتا رہا کبھی کسی نے اس منہ احمد کی طرف نگاہ تحقیق و تنقید ڈالنے کی ہمت اپنے اندر نہ پائی آج بھی یہی ہمو رہا ہے اس کی واضح مثال آپ کے ہم عقیدہ امیر جماعت المسلمین کی تاریخ الاسلام المسلمین میں موجود ہے تاریخ کی روایتوں کو تو بخاری و مسلم کی روایتوں کے درجہ باطل ثابت کر کے ان پر تبصرہ بھی ان کے مقدمہ اور ضمیمہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

لیکن تاریخ کے روایتیں جو منہ احمد میں موجود ہیں ان پر نگاہ ڈالنا بھی گوارا نہ کی اور جب منہ احمد کی روایتوں کو بخاری کی روایتوں کے درجہ باطل ثابت کیا گیا تو ان کی جماعت کے ترجمان رسالہ "المسلم" جون ۱۹۸۶ء میں یہ ارشاد فرمایا گیا کہ: "جولہ کالمیں صفحہ ۲۳ پر اسی طرح رافضیت کے رد میں لکھی جانے والی کتب "شب برأت کیا ہے" و "عقیدہ مہدویت" اور ظہور مہدی" اور ضمیمہ روایتوں پر جو کتاب "مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت" کے نام سے پیش کی گئی ہے دیکھا جاسکتا ہے کہ ہر کتاب ہر روایت اور تاریخ کی روایتوں پر تو تحقیق و تنقید موجود ہے لیکن وہی روایتیں منہ احمد میں بھی موجود ہیں لیکن اس کا حوالہ اور ذکر تک نہیں۔ شب برأت کیا ہے اور عقیدہ مہدویت اور ظہور مہدی میں منہ احمد کی ایک روایت کا بھی حوالہ نہیں دیا گیا حالانکہ منہ احمد میں کتنے ہی مقامات پر روایتیں موجود ہیں۔

اس طرح مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت کی مثال ہے مثلاً اس کتاب میں ہندو کے حمزہ کے کلیجہ چبانے والی روایت پر تفصیلی بحث کی گئی ہے جس کے کچھ حصے کو بیان کرنا مناسب ہے۔

ابا بنہ حضرت کا اس وقت مقصود حضرت ہند کی ذات ہے جو حضرت امیر معاویہ کی زالہ حضرت ابوسفیان کی زوجہ اور ام المؤمنین ام حبیبہ کی ماں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساس ہیں۔

یہ جنگ اصدی الحار کی جانب سے شریک ہوئی کیا یہ جاتا ہے کہ حضرت حمزہ کو انہوں نے شہید کر دیا۔ پھر حضرت حمزہ کا مشہور اور عجیب چایا اسی لحاظ سے انہیں ملکر خوار کیا گیا ہے۔ انہیں ملکر خوار ثابت کرنے کے لئے ہمارا ہر ایک مولوی، ہر ایک محقق اور ہر ایک مؤرخ حضرت حمزہ کی شہادت کا قہر بیان کرتا ہے۔

یکانی میں ہر شہادت اپنی سیرت میں امدادیں ہر بری نے اپنی تاریخ میں محمد بن اسحاق سے نقل کی ہے۔

اگر یا نشہ کے بعد سے اس کہانی کا ابتدا ہوئی اور نہ تک ہر زمانہ میں صرف فرد واحد کے سینہ میں یہ کہانی محفوظ رہی اور اس فرد واحد کے علاوہ کوئی اس کہانی کو



نکند تھا۔ حالانکہ اگر آقا و پیشوا قزاقوں کے متعدد و عظیم وید گوارہ ہوتے۔ پھر جو  
انہیں بڑھاتا۔ آقا و پیشوا کی زبان پر یہ عام ہوتا۔ مگر ایسا سرکاری ثبوت ہے کہ یہ حقائق جیسی کہ  
تھی۔ جسے شروع دور کے لوگوں نے قبول نہیں کیا تھا۔ اسے قبولت تو اس وقت حاصل  
ہو جب لوگ انھیں جنک کے ابی اسماعیل اور علی کی روایت پر ایمان لائے آئے اور پھر  
انہوں نے علی پر بھی ملوثی شروع کر دی۔ ورنہ مشرک سے قبل تو اس داستان =

واقعہ ای تھا پھر تہ گندہ دستوں میں اہل کی طرح ایک داندہ ہی۔ جبکہ صرف ایک لڑ  
وہ سہ ہوا کی کہ تین لڑکا ہا ہر گز نہ کہ ایک تھیانوں کے باجم ویکھے تھے۔ اب اسنی جو یہ  
سے اور ہر معاملہ میں سے وکو کھا کار با اس جس مقام پر پہنچ کر حضرت جو سیاق  
ہندہ اور حضرت ابیہ معاویہ پر کچھ انجھانی شروع کر دی

یہ تحقیق اس سے پہلے الحاج محمد اسحاق قلبی صاحب بھی اپنی تالیف "شہادت مہدیا اور حضرت جبرائیل میں پیش کر چکے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ روایت طبقات ابن سعد میں اور واقعی کی منگاری میں بھی موجود ہے اور جس پر ابوہریرہؓ اور  
سے واقعی نے اسے بیان کیا ہے وہی اسی صحابہ و شہداء کا کھلا ثبوت ہے۔

لیکن ان تاریخوں کے مقابلہ میں مسند احمد (جلد ۱ ص ۶۳) میں احمد بن حنبل نے بھی ہند کے کلیجہ چبانے والے واقعہ کو نقل کر کے اس سبائی داستان کو زندہ یا بید بنانے کا پورا اہتمام کر دیا ہے۔ آخر میں مسند احمد کی اس عجیبی کہانی اور اسی طرح کی دوسری سبائی داستانوں کا مثلاً حسن بن حسین جنت کے جوانوں کے سردار بن کا حوالہ دینے میں کیا چیز عامل ہو گئی۔ اب مسند احمد کی روایت کو بھی دیکھ لیں۔

[illegible]

منہاج احمد جلد ۱ ص ۴۳۳

مسند احمد کی اس طویل روایت کا اتنا حصہ جس میں ہندو کے حمزہ کے کلیجہ چبانے کا ذکر ہے اور جس پر بنی مکیہ سنن کر کہ ہندو کلیجہ چبانے کا فرمان اللہ کو منظور نہیں کہ وہ حمزہ کا کوئی حصہ اس میں داخل کرے۔ طبقات ابن سعد میں بھی اس مسند کے ساتھ موجود ہے اسی ترجمہ کو نسخہ نقل کرتے ہیں۔

ان سب سے بڑی بات میں ان حضرات نے کہا کہ حق تعالیٰ کا شکر کیا جائے جو غیر مسلموں  
میں سے کے بڑے علم و دانش والے تھے جن سے بہت سی بات سیکھی گئی تھی۔  
وادی کے لوگوں نے دیکھی تو حیرت و کجیٹ چاک تھا، ان لوگوں نے نہ کہہ سکتے تھے۔



چاہتا ہوں کہ وہ قادر نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اس میں سے کچھ لکھا  
وہ لوگوں کے لیے نہیں، آپ نے فرمایا کہ خدا کو مستغور نہیں کہ وہ مجھ کا کوئی جرم و گناہ میں داخل کرے۔

طبقات ابن سعد جلد سوم ص ۲۰۲ ناشر نفیس اکیڈمی کراچی۔

ہم نے حق و باطل کو صاف اور واضح کر کے حقیقت کے آئینے میں پیش کر دیا ہے اب حق و باطل کا فیصلہ حقیقت پسند خود کر لیں۔

ہماری تو بس یہی ایک پکار ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلَوْ نَوَّعَ الضِّدِّ قَيْنَ ۝

(التوبہ ۱۱۹)

”اللہ سے ڈرو اور سب سے لوگوں میں شامل ہو جاؤ“



## ایصالِ ثواب

بقیہ: اسم ”خدا“ کی شرعی حیثیت

نام خدا استعمال کرنے کے عادی ہو چکے ہیں تو عرض ہے کہ یہ عوام  
عادت ہو سکتی ہے۔ حقیقت نہیں۔ اور جہالت پر اگر قوم کی بھاری  
اکثریت ہی راضی و مطمئن ہو تو اسے حقیقت کو سمجھنا اور نہیں کہا  
جاسکتا۔ کیا دینِ آخری پر پوری کی پوری قوم متفق نہ تھی؟ ہماری سمجھ  
اور اطمینان کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ ہمارے رب کا جو اسم ذات قرآن  
اور حدیث میں ہے وہی ہمیں کفایت کرتا ہے۔

اللہ کے لئے خدا کا لفظ نہ تو قرآن میں آیا ہے اور نہ حدیث  
میں۔ یہ ایسا نام ہے جس کے کئی اور خداؤں کا تصور وابستہ ہے۔ ہمیں  
ترجمے اجتناب کر کے اللہ کے اسم ذات یا اسمائے حسنی کا سہارا  
لینا چاہئے۔ اور اس حقیقت کا علم ہو جانے سے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا  
ہے کہ میں ہم اپنی روزمرہ کی گفتگو  
تقریر اور تحریر اللہ کے نام کا بول بالا کریں۔ درسی کتابوں میں جیسے  
”خدا“ کے ”اللہ“ کے نام کی تردید کی جائے۔ ”خدا حافظ“ اور  
”عظم“ کی بجائے ”اللہ حافظ“ کہا جائے۔ ذرا لفظ میں لفظ خدا  
کی بجائے ”اللہ“ استعمال میں لایا جائے۔ یقیناً یہ ایک ثبوت اور  
انتظامی اقدام ہو گا اور اللہ کی رضا کا موجب ہو گا۔

قرآن کریم میں مالک نے صاف صاف فرما دیا کہ:

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى (النجم ۳۹)

”بے شک نہیں ہے انسان کے لئے کچھ مگر وہ کہ جس کی اس نے کوشش  
کی ہو۔“ اسی طرح مسلم میں باب ہے کہ: ما یلحق الإنسان من الثواب بعد  
وفاتہ یعنی ”مرنے کے بعد انسان کو کس چیز کا ثواب پہنچتا ہے“ اور اس  
باب کے تحت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے کہ: ”رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ جب  
آدمی مر جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال موقوف ہو جاتے ہیں۔ مگر تین چیزوں کا  
ثواب جاری رہتا ہے۔

۱۔ صدقہ جاریہ کا۔

۲۔ اس علم کا جس سے لوگ نفع حاصل کریں۔

۳۔ نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا کرے۔“

پس اس آیت کریمہ اور حدیث صحیحہ کے فدیہ معلوم ہوا کہ مرنے

والوں کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کی خطیں، ایچے۔ چالیسویں۔ یہ  
سب پیشہ درمولوں کے لئے پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے ایجاد کی جیسا  
دلہا بچہ بدلی کا معاملہ تو وہ صرف سچے ایمان دار کی طرف سے اسی وقت جائز  
ہے کہ زندگی میں اپنے مال سے وصیت کر لیں ہو جیکہ مفعول کی وجہ سے بچ کر  
پر قادر نہ تھا۔



# قرآن کو ذریعہ معاش نہ بنانا

محدید:۔ ہادی ابن محمد داؤد



وقد ذكرت هذه الآية عند خذيفة بن اليمان فقال الرجل "ان هذه في بني اسرائيل" قال خذيفة نعم الاغوة لكم بنو اسرائيل ان كان لكم حلوة ولهم كل مرة - كلا والله لتسلكن طريقهم قدر الشراك وانهم ابن المنذر عن ابن عباس قال "نعم القوم اتقوا ان كان ما كان من حلوه فهو لكم وكان من مرفهوه لا لفضل الكتاب"

یہ آیت خذیفہ بن الیمانؓ کے سامنے بیان کی گئی۔ ایک آدمی نے کہا کہ یہ تو بنی اسرائیل کے بارے میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہنے اچھے بھائی میں تمہارے بنی اسرائیل کے میٹھا میٹھا سب تمہارے لئے اور کڑوا کڑوا سب ان کے لئے۔ ہرگز نہیں اللہ کی قسم تم انہی کے طریقہ پر قدم بقدیم چلو گے۔ اور ابن المنذر نے ابن عباسؓ سے بیان کیا کہ کہا ابن عباسؓ نے تم بھی کیا اچھی قوم ہو کہ جو کچھ میٹھا میٹھا ہو وہ تمہارے لئے ہے اور جو کچھ کڑوا ہو وہ اہل کتاب کے لئے ہے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "تم کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے جب تک کتاب اللہ اور سنت رسول کو مضبوطی سے تھامے رہو گے۔ حدیث کی کتاب ابن ماجہ باب الاصر علی تعالم القرآن کے نیچے دو روایتیں آئی ہیں۔

آج امت کے علماء اور خطباء بڑے زور و شور سے یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ  
العلماء ورثة الانبياء

علماء پیغمبروں کے وارث ہیں۔ آئیے ہم مل کر دیکھیں کہ کیا انبیاء علیہم السلام تبلیغ دین پر اسی طرح مال بٹورتے تھے جس طرح آج کے دور میں مساجد، مدارس کا حال ہے؟ اللہ پاک کا کلام گواہی دیتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام کی ہر ایک بکارتھی یقوم الا اسئلکم عاصیہ اجداد ان اجدی الاعلی رتب العاصیہ

اے میری قوم میں تم ورتوں سے دین کی تبلیغ پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا میری مزدوری تو مخلوقات کی پرورش کرنے والے رب کے پاس ہے اب اگر انبیاء کا کوئی وارث ہے تو وارث بھی ایسا ہی ہونا چاہئے قرآن کی سورہ البقرہ اور سورہ المائدہ میں اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔

ولا تسئدوا بایاتی عنما قلنا

ترجمہ میری آیتوں کو حیرت و تباہی کے بدلے میں مت بچو۔ لیکن افسوس اس تجارت میں جیلے بہانے بنائے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ احکام بنی اسرائیل کے لئے ہیں ہمارے لئے نہیں۔ جس بات کا جواب ہم ایک طویل مقدمہ میں کی زبان دیں گے۔



عن عبادة بن صامت قال علمت فاسا من اهل  
الصفحة القرآن والكتابية فاهدي الى رجل منهم  
قوسا فقلت ليست بمال وارمى عنهما في سبيل الله  
فسالني رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عنهما  
فقال ان سرك ان تطوي بهما طوقا من نار فاحبهما  
عبادة بن صامت فرميت بهن في اهل صفحة لوگوں کو  
قرآن اور لکھائی سکھایا کرتا تھا انہیں میں سے ایک نے مجھے کہا  
بطور ہدیہ دی۔ میں نے کہا یہ مال تو ہے نہیں (جو منع ہے) اللہ کے  
راستے میں اس سے تیرے حلاؤں کا۔ میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم سے کر دیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم جانتے ہو کہ یہ آگ کی کمان کی  
تمہارے گلے میں ڈالی جاتے تو لے لو ورنہ میں نے اس کو واپس کر دیا  
نعم ابی ابن کعب قال علمت رجلا القرآن فاهدي  
الي قوسا فذكرني ذلك لرسول الله صلى الله عليه  
وسلم فقال ان اخذتها اخذت قوسا من نار فردتها  
ترجمہ ابن ماجہ۔ ابی ابن کعب سے روایت ہے کہ میں نے  
ایک شخص کو قرآن سکھا دیا تو اس نے مجھے ہدیہ میں کمان دی میں نے  
اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر  
تم نے اسے لیا تو گویا تم نے آگ کی کمان لی تو میں نے اسے واپس  
کر دیا۔ اب اتنی روایات کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ تعلیم قرآن اور  
دین پر موقوف کھانا جائز ہے پھر یہی کہا جاتا ہے کہ یہ مذمت صرف ان لوگوں  
کے بارے میں ہے جو تلاوت قرآن پر کھاتے ہیں۔ نہیں جناب! اس کے  
لئے تو کچھ اور دوسری روایات ہیں مثلاً

عن بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
"من قرء القرآن يتاكل به الناس جماع يوم القيامة  
ودجهه عظيم ليس عليه لحم

ولا تتعجلوا ثوابه فان له ثوابا

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن اس لئے  
پڑھا کہ اس کے ذریعہ لوگوں سے مال اور دولت کھائے قیامت کے  
دن اس حال میں پیش ہوگا کہ اس کے چبھنے پر گوشت نہ ہوگا  
صرف ہڈی ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے کہ قرآن پڑھو اس کے  
تلاوت کا حق ادا کرو اس کی اشاعت کرو قرآن میں غور و فکر کرو تاکہ  
کامیاب ہو جاؤ اور

ولا تتعجلوا ثوابه فان له ثوابا (مشکوٰۃ)

یعنی اس کا بدلہ دینا میں مت چاہو اس کا بدلہ آخرت  
میں ہے، ترمذی میں حدیث ہے

عن عمران بن حصين انه موعلى فارى يقرء ثم  
سأل فاسل جميع ثم قال سمعت رسول الله صلى الله  
عليه وسلم يقول من قرء القرآن فليسال الله به  
فان له سبعين اقوام يقرءون القرآن ليس الا ان  
ترجمہ عمران رضی اللہ عنہ ایک فارسی پر گزرے وہ قرآن پڑھنے کے  
بعد لوگوں سے سوال کر رہا تھا۔ صحابی نے انا للہ وانا الیہ راجعون  
ٹرھا۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ  
فرماتے تھے جو کوئی قرآن پڑھے تو صرف اللہ سے سوال کرے کیونکہ  
ایسے لوگ آنے والے ہیں جو قرآن کو پڑھیں گے پھر لوگوں سے اس  
کے ذریعہ مانگیں گے (ترمذی) نیز یہ کہ مدارس میں قاریوں کے لئے بھی  
روایت موجود ہے۔

عن جابر قال نصح علي بن ابي طالب رسول الله صلى الله عليه  
وآله فقرأ القرآن وفينا الاعرابي والعجمي فقال  
اقراءوا فكل حسن وسيجيئ اقوام يقومون كما  
يقام القدح يتجملون ولا يتأجلون

## قرآن پر اجرت نہ لو

جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم گھر سے نکل کے آئے اور ہم سب لوگ قرآن پڑھ رہے  
تھے اور ہم میں بعض دیہات کے رہنے والے تھے اور بعض غیر عربی  
رسول اللہؐ نے فرمایا قرآن پڑھتے رہو۔ ہر ایک اچھا کام کر رہا ہے  
غریب ایسے گروہ آئینگے جو قرآن کی قراءت کو ایسا سیدھا کریں گے  
جیسے تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ مگر وہ جلدی چائینگے یعنی آخرت کے بجائے  
دنیا کے لئے عبادت کریں گے اور آخرت کا انتظار نہ کریں گے۔

ان روایتوں کے جواب میں یہی لوگ کہتے ہیں کہ جناب ہم تو  
قرآن پر نہیں بیٹے ہم تو قرآن کے علاوہ اور جو علوم دینیہ ہیں ان پر لینے  
ہیں اس پر دوسری طرف سے جواب ملتا ہے کہ جناب یہاں حدیث تو  
دیکھیں ترمذی باب لائے ہیں۔



”باب فیمن یطلب بعلمہ الدنیا“ عن ابن عمر عن  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعلم علما غیر  
اللہ وادبہ غیر اللہ فلیتوب أو یعدہ من العارۃ

ترجمہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ جو کوئی علم ایسے مقصد کے لئے سیکھے کہ جس میں اللہ کی رضا  
نہ ہو یا جس پر اللہ کی رضا مندی کے لئے کوئی اور چیز دینا دیا۔ فرمایا۔ فخر و غرور  
کا ارادہ رکھتا ہو۔ وہ آگ میں اپنے لئے جگہ بنالے اسی طرح ابن عباس  
کو ابو داؤد و بھی یہی روایتیں آئی ہیں۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
من تعلم علما مما یبتغی بہ وجاہ اللہ لا یتعلمہ الا  
لیصلیب بہ عرضا من الدنیا لم یجد عرف الجنة  
یوم القیامۃ یعنی ریحنا

ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ جو کوئی ایسا علم حاصل کر لے جس علم پر اللہ کی رضا مندی کا مقصد  
کیا جاتا ہے اور یہ اس لئے حاصل کرتا ہے کہ اس پر دنیا کلمے ایسا آدمی  
جنت کی خوشبو میں نہیں پائے گا۔ قرآن وحدیث کی ان تمام روایات کو  
دیکھ کر پھر بھی بہتر سے بدتر نہ ہیں کہ بخاری کے ایک اور واقعہ کی  
دوسرے دین پر کھانا جائز ہے۔

### بخاری کا واقعہ

مختصر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابی سفر پر تھے  
وہ ایک قوم پر اتارے۔ اس قوم نے ان کی مہمانی (روٹی دینے سے) انکار  
کر دیا۔ اس قوم کے سردار کو کسی سانپ یا بچھو نے ڈس دیا یہ لوگ  
صحابہ کرام کے پاس آئے کہ تمہارے پاس کوئی دم کرنے والا ہے ایک  
صحابی نے اس کو سورہ فاتحہ سے دم کیا۔ اور ان سے کچھ بکریاں لیں پھر

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا۔  
اس میں میرا حصہ بھی لگا دو اور ان صحابہ کرام نے وہ بکریاں مع رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کے برابر بانٹ لیں۔

اب اس قدر جب بالا واقعہ پر غور کرنا چاہئے (۱) جن سے بکریاں دم  
پر لگئیں وہ غیر مسلم تھے۔ اتنے بے مروت کہ مہمانی سے انکار کر بیٹھے  
تو کیا یہ علماء حضرات جن لوگوں سے دین پر کھاتے ہیں کہ یہ لوگ غیر مسلم  
اور اتنے بے مروت ہیں۔ (۲) دم ایک صحابی نے ڈالا تھا تقسیم  
مب پر پوچھتیں کیا یہ لوگ اپنی تنخواہیں اپنے ساتھیوں اور استادوں  
پر بانٹتے ہیں (۳) کیا یہ لوگ ثابت کر سکتے ہیں کہ کسی صحابی نے  
دوسرے صحابی پر دم کر کے کچھ وصول کیا ہے۔ اگر نہیں تو ایک سفر کے  
خاص واقعہ کو غما کر کے دین پر کھانا کسی طرح بھی کر لیا نہیں  
کیونکہ تعلیم طاعات میں ہے اور امام ابو حنیفہ بھی قرآن وحدیث کو  
دیکھ کر ”اجرۃ علی الطاعات“ ناجائز گردانتے ہیں۔ نیز امام بخاری  
نے فضائل قرآن میں باب باندھا ہے۔

### باب من رایا بقراءۃ القرآن أو تاکل بہ أو فخر بہ

ترجمہ باب قرآن کو دکھا دے کہ لئے یا دینا کے کانے کے لئے  
یا فخر کے لئے پڑھنا گناہ ہے۔

جلال الدین سیوطی سے تفسیر ان میں نقل  
ہے کہ کفار نے اپنی تاریک آنکھوں میں سند صالحہ  
ساعتقدہ۔ بہت ہدایت کی ہے۔ جس شخص نے کسی ظالم کے  
سامنے اس طرح سے قرآن پڑھا کہ اس سے کچھ اعلیٰ نفع حاصل  
کرے تو ایسے شخص کو ہر حرف کے عوض دس لعین ملیں گی۔  
(تغیہ اغان۔ مترجم جلد اول ص ۲۱)

امام ابو حنیفہ کا فتویٰ  
(”الہدایہ“ ص ۲۸۷ عربی)

شخواہ اذان۔ حج۔ امامت اور تعلیم قرآن۔ اور فقہ پر ناجائز اور حرام



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (المحريم- آیت ۶)

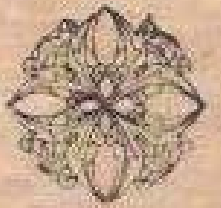
ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو (جہنم کی آگ سے)

# اجتماعِ خواتین

- - ہر پیر کو..... عصر تا مغرب..... مقرر ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی  
برمکان ڈاکٹر عثمانی نزد مزار غائب شاہ، جیکسن بازار، کیمڑی کراچی بند،
- - ہر جمعرات کو (پشتویں)..... بعد ظہر..... مقرر محمدی گل صاحب  
نیو ویس اکیڈمی، چارنل روڈ، بھٹہ ویلج، کیمڑی کراچی بند،
- - ہر ہفتہ کو..... بعد ظہر..... مقررہ بیگم محمد حنیف صاحبہ  
برمکان محمد حنیف صاحب E 18 رفاہ عام سوسائٹی، ملیر ہالٹ کراچی
- - ہر ہفتہ کو (پشتویں)..... بعد ظہر..... مقرر عزت اللہ خان صاحب  
برمکان عزت اللہ خان صاحب شیر خان آباد، فرنٹیر کالونی کراچی
- - ہر ماہ کے پہلے جمعہ کو..... عصر تا مغرب..... مقرر ڈاکٹر عثمانی صاحب  
برمکان شمس العارفین صاحب A93 رفاہ عام سوسائٹی، ملیر ہالٹ کراچی۔
- - ہر ماہ کے پہلے پیر کو..... عصر تا مغرب..... مقررہ بیگم محمد حنیف صاحبہ  
برمکان ڈاکٹر عثمانی، کیمڑی کراچی بند،

آپ بھی اپنی خواتین کو شرکت کی دعوت دیجئے





”جیل اللہ کہے آ رہا ہے؟“  
 ”جیل اللہ کیوں لیتے ہو رہا ہے؟“  
 ”رسالہ کہے تم کہے شائع ہو رہا ہے؟“  
 خطوط کے ایک بھر مار اور صرف ایک ہی استفسار!  
 کس کو جواب دیا جائے کس کو نہ دیا جائے۔ اور پھر ساقیوں کے شکوے شکایات بے شمار  
 عزیز ساقیو!

ہماری تو ہمیشہ ہی یہ خواہش رہی ہے کہ جلد از جلد آپ کا جیل اللہ آپ کے پاس پہنچے۔ لیکن  
 تحریریں سرگرمیاں اور وسائل کے کمی کی وجہ سے ہمیشہ آگے آگے رہی۔  
 اور پھر مواد کے تحقیق، چھان بین، درشتی اور مکمل حوالہ جان کے فراموشی ایک  
 مسلسل جواز بنتی رہی ہے۔ کیونکہ ابتداء ہی سے ہماری یہ کوششیں رہی ہیں کہ ”جیل اللہ“ میں  
 شائع ہونے والا مواد اپنی صحت اور مکمل حوالہ کے اعتبار سے قابل اعتماد ہو۔ اور اللہ کا شکر ہے کہ ہم ابھی تک  
 اس معیار کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔  
 جہاں تک دسائوں کے قلم کا معاملہ ہے اس کا حال تو آپ ہی کے پاس ہے۔  
 اس کے لئے دے دے ”قلم“ سینے ہر طرف تعاد کرنے کو کوششیں کریں۔  
 دوستو!

جیل اللہ ایک شمارہ نہیں بلکہ ایک مضمون اور ایک تحریر ہے جو موجودہ دور میں غیر اسلامی عقائد و نظریات  
 کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔  
 یقیناً کوششیں انتہائی کمزور ہیں لیکن جذبہ صادق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جیل اللہ آپ کے  
 تک پہنچ رہا ہے۔  
 تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ یہ سلسلہ جاری رہے.....؟

منظر  
 طائرین



بَابُ صَلَوةِ التَّوَابِلِ جَمَاعَةً ذَكَرَهُ لَفْظُهُ  
 مَا تَقَرَّرَ فِيهِ أَنَّ اللَّهَ عَنْ يَمِينِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 ۱۱۰۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعْدَانَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ  
 إِسْرَافِيلَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي عَمْرٍاءَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا  
 بَكْرٍ الرَّبِيعَ الْأَنْصَارِيَّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ وَصَلَّ عَجَّةً بَيْنَهُمَا فِي وَجْهِهِ مِنْ بَابِ كَانَتْ فِي كَلِمَةٍ  
 مَرَّعَهُ مُحَمَّدٌ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ بَيْنَ مَا لَيْلِ الْأَنْصَارِيِّ فِي  
 اللَّهِ فَتَهُ وَكَانَ مِنْ شَرِيعَةِ بَنِي تِلَاحَةَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نفل نمازیں جماعت سے پڑھنے کا بیان اس کو انش عاشر  
 نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا +  
 اہل بیت محبوب بن ابی ابراہیم ابراہیم ابن تہاب محمود بن یحییٰ انصاری  
 سے روایت کرتے ہیں کہ محمد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس کے  
 میں دیکھا جو میرے چہرے پر آج کے بارے میں کہنے کوئی سے نہ کر لی ہو گا  
 نے کہا کہ میں نے عثمان بن ملک انصاری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 ساتھ مدینہ میں شکر کے لئے جاتے ہوئے سنا کہ میں ہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو  
 پڑھنا تھا اور میرے درمیان میں ان کے درمیان ایک دوسری حالت تھی انصاری

**قَالَ مُحَمَّدٌ لِحَدَّثَنَا قَوْمًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ صَاحِبُ  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تَوَفَّى  
 فِيهَا وَيَزِيدُ بْنُ مَعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ بِأَرْضِ الرُّومِ**

محمود نے بیان کیا کہ میں نے اس کو ایک جماعت سے بیان کیا  
 جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابو ایوب بھی تھے اور  
 اور اس جنگ میں بیان کیا جس میں انہوں نے وفات اور  
 پائی اور اس لشکر کے سپہ سالار روم کی سرزمین پر یزید بن معاویہ تھے



اب غور طلب بات یہ رہ جاتی ہے کہ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی زبان صادق جس شخص کے بارے میں جنتی اور مغفور ہونے کی گواہی دیدے اس پر  
 لعن طعن کی جائے۔ اس کو برا بھلا کہا جائے اور اس عمل کو اس قدر فروغ دیا جائے  
 کہ "یہ مغفور نام" گالی سمجھا جانے لگے ہم کو امت کی خیر خواہی کے جذبے نے مجبور کیا ہے کہ ہم اصل  
 حقیقت کھول کر بیان کر دیں تاکہ ناواقفیت اور نادانی میں جو گناہ سرزد ہو چکا ہے اللہ سے  
 اس کی معافی مانگ لی جائے اور آئندہ کے لئے محتاط رہا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا اور نبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم کے صاف صاف ارشادات کے مقابلے میں تاریخ کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی  
 تو یہ ایسا عمل ہو گا جو انکار رسالت کے مترادف قرار دیا جاسکتا ہے کیا زبان نبوت جس کے  
 مغفور ہونے کی گواہی دے دے اس کو برا بھلا کہنے کی کوئی گنجائش بھی نکالی جاسکتی







# اِنَّ تِلْكَ اَمْرٌ مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَالَ الْعَلَاءُ  
بِهِ حَقٌّ ثَوْرِي يَزِيدُ  
الْأَسْوَدُ الْعَنْدُ

أَوَّلُ جَيْشٍ قَرَأَتْ يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ  
مُخْفُونَ لَهُمْ نَقَلْتُ أَنَا فِيهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَت

ترجمہ: امام بناری روایت کرتے ہیں کہ ہم سے ہمارے استاد اسحاق  
بن یزید اللہ مشقی نے اور ان سے یحییٰ بن عمر نے روایت کی کہ میرے استاد  
ثور بن یزید نے روایت کی کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ عدنان سے اور ان سے محمد بن  
بن الاسود العنسی نے بیان کیا کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ عدنان سے اور ان سے محمد بن  
اسد نے کہا کہ وہ شخص کے سامنے پڑا کرتے ہوئے تھے اور اپنے ہاتھوں  
کمر میں تھیم تھے آنکھ کے ساتھ ان کی اہلیہ ام حرامؓ بھی تھیں پھر عمرؓ نے فرمایا  
کیا کہ مجھ سے حضرت عبادہ کی اہلیہ ام حرامؓ نے حدیث روایت  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کے  
سمندر میں جہاد کرو گے گا اس کیلئے جنت واجب ہوگی۔ حضرت ام حرامؓ  
کہتی ہیں کہ اس پر میں نے کہا کہ اے رسول اللہ کیا میں بھی اس لشکر میں شامل  
ہوئی۔ آپؐ نے جواب دیا کہ ہاں تم ان لشکر والوں میں شامل ہوگی۔ حضرت  
ام حرامؓ کہتی ہیں کہ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

مصری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ کریگا  
بخشا بخشا یا ہے۔ حضرت ام حرامؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا اے رسول  
اللہؐ کیا میں بھی اس میں شامل ہوں گی آپؐ نے کہا نہیں۔ (بخاری جلد ۹ صفحہ ۲۹۹)